بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
بین الاقوامی معیار کا اردو، سرائیکی مجلہ
مرجات
فرید نمبر
حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ
دربار حضرت خواجہ غلام فریدؒ
کوٹ مٹھن شریف
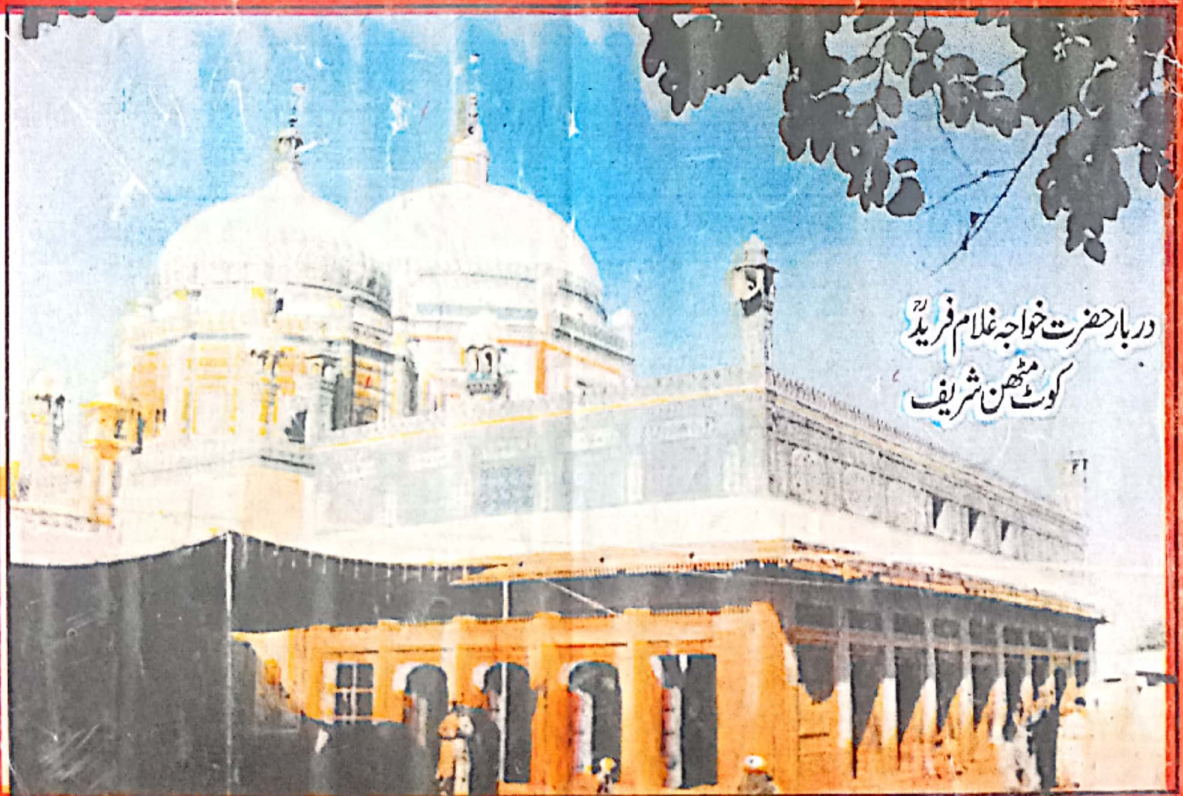
سرائیکی رہنما دانشور، سکالر، صحافی

نذیر خان لغاری

خواجہ فرید کانفرنس کے چیئرمین، سرائیکی رہنما

مشتاق فریدی

سرائیکی دانشور، مشہور قانون دان

سابق چیف جسٹس شریعت کورٹ

جسٹس شفیع محمدی

مجلس رہنمایان

- سید انیس شاہ جیلانی
- نذیر الحق خان لغاری
- میر حسان الحیدری
- قیس فریدی
- عاشق خان بزدار
- نصر اللہ خان ناصر
- مجاہد جتوئی
- مولانا محمد عمر نواز اویسی
- شوکت مغل
- مولانا نذیر الحق دشتی
- ایم اقبال خان۔ کراچی
- ملک محمد عاشق ایڈووکیٹ

مجلس مشاورت

- مشیر خاص
- غلام جیلانی خان دھریجہ
- ایڈووکیٹ
- منشی علی محمد پٹواری
- اخلاق مزاری
- ایم۔ ڈی۔ گانگا
- محمد شفیق دھریجہ
- محمد سلیم دھریجہ
- اشفاق علی احسن
- ہدایت کاشف
- جام اختر آصف

نمائندگان خصوصی

- شاہد جتوئی۔ کراچی
- محمد اختر عباسی۔ رحیم یار خان
- حافظ بشیر احمد لغاری۔ سکھر
- شوکت حسین قادری۔ ملتان
- ڈاکٹر الطاف سومرہ۔ داد لغاری
- غیور بخاری۔ احمد پور شرقیہ
- راؤ مستجاب علی خان۔ کوٹ سمابہ
- خالد محمود خان خالد بلوچ۔ نواں کوٹ
- جام ریاض احمد لاڑ۔ اللہ آباد، لیاقت پور
- غلام حسین راہی گبول۔ بھونگ شریف
- اصغر خان انقلابی۔ گڈو۔ کشمور

برائے رابطہ: دفتر مہینہ وار مرجات رحیم یار خان، الفاظ پرنٹنگ پریس۔ پریس مارکیٹ رحیم یار خان

ترتیب

اردو، سرائیکی نگارشات

حصہ نظم

کچہری

★ حضرت خواجہ معین الدین محبوب۔
★ حضرت پیر سید انیس شاہ جیلانی۔
★ حضرت قیس فریدی۔ حضرت سئیں عاشق بزدار۔
★ جمشید احمد کمتر احمدانی۔ حضرت ارشد ملتانی۔ راقش بھٹی

بنام خدا و بنام فریدؒ

خلقت کوں جیندی گول ہے - ہر دم فرید دے کول ہے
سوگند پیر فخر دیں - ھذا جنون العاشقین

حضرت خواجہ فرید نمبر زیر نظر ہے!
اور جو کچھ ہم سے ہو سکا - آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے -

بیا جامی رہا کن شرمساری
زصاف و درد پیش آر آنچہ داری

ہمارے خیال میں فرید نمبر ظاہری صورت اور ضخامت کے لحاظ سے کمتر اور معنوی حیثیت سے بہت بہتر ہے -!
محقق اعظم حضرت ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کا مکتوب گرامی اور عالم فاضل اور سالک حضرت قیس فریدی کا تحقیقی مضمون ایک گنج گراں بہا ہیں - اور ان کی افادیت کئی کتابوں سے زیادہ ہے -

پیر و مرشد حضرت سید انیس شاہ جیلانی کا انداز تحریر اور انتخاب کلام میں کوئی کلام نہیں - کلام الملوک، ملوک الکلام - اور ان کی ہر تحریر ہمارے اور قارئین کرام کیلئے تبرک ہے -

سرائیکی اور اردو زبان کے صاحب طرز ادیب اور مایہ ناز لکھاری حضرت پیرزادہ انیس دین پوری کا مضمون ایک شاہکار ہے - اور انہوں نے صفحہ قرطاس پر موتی بکھیر دیئے ہیں - اللہ کرے زور قلم اور زیادہ -

مجاہد قوم حضرت مجاہد جتوئی اور حضرت مولانا نذیر الحق خان بلوچ کے مضامین بھی قابل غور اور قابل قدر ہیں - اور حضرت جمشید احمد کمتر احمدانی کی نگارشات بھی عشق فرید سے لبریز ہیں -!

اور ہم بھی اپنے قلبی اور روحانی واردات حرفوں کی صورت میں شامل اشاعت کر رہے ہیں امید ہے احباب ان کو ٹھنڈے دل سے ملاحظہ فرما کر کوئی رائے قائم کریں گے -

کہ حرفے پسند آیدت از ہزار
مردیست دست از تعنت بدار

فرید نمبر کی وجہ سے مستقل سلسلوں کی قسطیں رہ گئی ہیں - انشاء اللہ آئندہ شمارہ سے پھر یہ سلسلے رواں دواں ہوں گے -!

یار زندہ صحبت باقی

علامہ اجمل مزاری

خواجہ فرید اور مختلف علوم پر عبور

از خواجہ معین الدین محبوب سجادہ نشین درگاہ فریدیہ کوٹ مٹھن شریف

حضرت اقدس قبلہ خواجہ غلام فرید غریب نوازؒ کی فن تاریخ پر بھی مکمل دسترس تھی۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ بعض تواریخ مجھ سے بغیر کسی فکر و تعامل کے صادر ہو جاتی ہیں۔ جنہیں لوگ مجھ جیسے غریب سے الہامی منسوب کرتے ہیں کسی نے آپ سے پوچھا آپ نے جتنی تاریخیں نکالی ہیں سب الہامی ہیں یا طبعی؟ آپؒ نے فرمایا میری نکالی ہوئی تمام تواریخ الہامی نہیں البتہ بعض الہامی ہیں۔ جو بلا تعامل صادر ہوتی ہیں۔ اور بعض طبعی جو کوشش سے نکالی گئی ہیں۔

مہاتما بدھ اور موت کا اعلان:

آپؒ نے فرمایا مہاتما بدھ کہ ایک راجے کے بیٹے تھے۔ ایک دن دیکھا کہ لوگ ایک مریض کو اٹھا کر لے جا رہے تھے پوچھا اس کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ بیمار ہے۔ چند روز بعد لوگوں سے انہیں پتہ چلا کہ وہ فوت ہو گیا ہے تو انہوں نے پوچھا کہ موت کا کوئی اعلان ہے۔ جواب ملا نہیں موت کا کوئی اعلان نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ سوچنے لگے کہ موت کا کوئی نہ کوئی اعلان ضرور ہونا چاہیے تا کہ میں زندہ جاوید ہو جاؤں۔ یہ سوچ کر وہ گھر سے نکل پڑے اور جنگل میں رہنے لگے آخر ایک دن پہاڑی پر ایک درویش سے ان کی ملاقات ہوئی اس درویش نے کہا کہ موت کا اعلان جیون مکت ہے۔ جو شخص اسے حاصل کرتا ہے ہرگز نہیں مرتا یہ خوشنودی سن کر وہ بہت خوش ہوئے اور کچھ عرصہ کی محنت کے بعد انہیں جیون مکت حاصل ہو گیا۔ یعنی وہ فنافی اللہ ہو گئے۔

صاحب مضمون
خواجہ معین الدین محبوب

علم موسیقی پر عبور:

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کو علم موسیقی پر پوری دسترس حاصل تھی آپؒ واقعی بحر العلوم تھے جب علم کا یہ دریا جوش پر آتا تو آسمان سے ہر قسم کے موتی ارد گرد بکھر جاتے، علم موسیقی میں بھی آپؒ کو معلومات تامہ حاصل تھیں۔ ایک موقع پر آپؒ نے فرمایا کہ ہندوستان میں راگ کے چھ اصول رائج ہیں۔

(۱) بھیروی (۲) سسری (۳) میگھ (۴) ہنڈول (۵) مالکونس (۶) دیپک۔

پس تمام راگستان انہیں چھ راگوں سے نکلتی ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ ''خیال گا ممن'' منشی غلام حسن ملتانی اور خیال ''چھلیے'' سید میرن شاہ کی ایجاد ہے۔ اس کے بعد آپؒ نے فرمایا کہ اہلِ ہند کے یہ راگ منزل ہیں یعنی نازل شدہ ہیں یہ راگ تاروں پر نازل ہوئے۔

شیعہ مذہب کی ابتداء:

حضرت قبلہ خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ شیعہ مذہب کا استقلال

۹۰۴ھ میں بادشاہ اسماعیل صفوی کے عہد میں ہوا۔ جو ایران کا بادشاہ تھا۔ اس سے پہلے ایران میں شیعوں صفیوں اور رافضیوں کی بو تک نہ تھی۔ اسماعیل صفوی کا باپ سلطان حیدر صفوی مسلمان اور قدرے درویش صفت تھا۔ جب کہ سلطان حیدر صفوی کا دادا شیخ ابراہیم کامل وقت تھا اور ان کا باپ شیخ علی ایک درویش تھا پس ان کے جدِ امجد صفی الدین جو نجیب و صحیح نسب سید تھے شمار بھی اکابر اولیاء اللہ میں ہوتا تھا۔

علم جفر میں مہارت:

علم جفر سے خواجہ صاحب کے خاندان کی واقفیت پہلے تھی۔ آپؒ کو علم جفر پر قدرت حاصل تھی۔ لیکن اس کا اظہار نہیں فرماتے تھے

بلکہ ایک دفعہ ایک سائل نے آپؒ سے پوچھا کہ علم جفر آپؒ کے خاندان میں مسلسل چلا آ رہا ہے تو اس پر خواجہ صاحب خاموش رہے۔ ایک مرتبہ کسی نے خواجہ صاحبؒ سے عرض کی کہ میں نے حضور قبلہ فخر جہاںؒ سے سوال کیا کہ اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک علم جفر نجوم اور علم رمل منسوخ ہے تو آپؒ نے جواب دیا تھا کہ علم جفر ایک راز ہے جو آنحضرت ﷺ پر وارد ہوا۔ اور حضرت امام جعفر صادق کے ذریعے عالم ظہور پر آیا۔ حضرت قبلہ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ مولوی نصیر بخش جو کہ حضور قبلہ محبوب الٰہیؒ کے مرید تھے علم جفر جانتے تھے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ میرے مرشد نے مجھے خواب میں یہ علم سکھایا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ تو ایک مشکل علم ہے آپؒ نے خواب میں کیسے سیکھ لیا تو انہوں نے کہا خواب میں مجھ اس سے بھی زیادہ باریک نقطے بتائے گئے ہیں۔

علم الاعداد:

حضرت قبلہ خواجہ غریب نوازؒ کو علم الاعداد پر بھی مکمل عبور حاصل تھا آپؒ فرماتے ہیں عربی میں حروف تہجی اٹھائیس ہیں۔ ایک اور موضوع پر حضرت قبلہ خواجہ صاحب فرماتے ہیں حروف مبارک محمد ﷺ کے اعداد بینات سے لفظ اسلام نکلتا ہے۔

اوزان شاعری اور قبلہ خواجہ صاحب:

حضرت قبلہ خواجہ غلام فریدؒ ایک قادر الکلام شاعر تھے اور آپؒ نے سات مختلف زبانوں میں اشعار کہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ آپؒ کو شاعری اور اوزان کا مکمل علم تھا اور اس پر مکمل قدرت رکھتے تھے۔ ایک شخص نے آپؒ سے کہا کہ دیوان کی کافیوں کے اوزان کافیہ اور ردیف کی ترتیب سے متعلق دریافت کیا تو آپؒ نے فرمایا "یہ ترتیب میں نے خود دی ہے اور میں نے یہ ترتیب احادیث اور اسماء الرجال کی ترتیب سے اخذ کی ہے اس میں خوبی یہ ہے کہ کروڑوں کافیاں لکھی جائیں تو یہ ترتیب ختم نہیں ہوتی۔

آپؒ کی شخصیت کے مختلف پہلو:

حضرت قبلہ خواجہ غلام فریدؒ کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کا اگر ہم جائزہ لیں۔ تو یہ بات روز روشن کی طرح سامنے آتی ہے کہ آپ ایک اعلیٰ شخصیت کے مالک تھے اور آپ میں ایک پاکیزہ مقدس اور نورانی انسان کی وہ تمام خوبیوں بدرجہ اتم موجود تھیں جو کہ ایک کامل اور مثالی انسان کی شخصیت کا خاصہ ہوتی ہیں۔

فیاضی اور سیر چشمی:

حضرت قبلہ خواجہ غلام فریدؒ انتہائی فیاض تھے آپؒ روپے کو ہاتھوں کی میل تصور کرتے تھے۔ جو کچھ بھی آپ کے پاس آتا فوراً ہی مساکین میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ حضرت قبلہ خواجہ صاحبؒ ہمسائیوں کی ضرورت سے متعلق معلومات خود حاصل کرتے تھے۔ سفر حجاز میں آپؒ کی فیاضی و سیر چشمی تمام حدود پار کر گئی۔ بلکہ اہل حجاز مدتوں تک حضور قبلہ خواجہ صاحبؒ کی فیاضی اور سیر چشمی کی یاد نہ بھلا سکے۔ نواب آف بہاولپور اور دیگر ارادت مند جب آپؒ کی خدمت میں مال دولت پیش کرتے تو

راحت محسوس کرتے تھے۔ قرضہ جات کی ادائیگی کے بعد ہمسائیوں اور ضرورت مندوں میں حسب معمول تقسیم کرنے کے بعد کچھ بچ جاتا تو حاضرین محفل میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

بقول حضور شہنشاہ نازک کریمؒ:

حضرت خواجہ شہنشاہ نازک کریمؒ فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ حاجی پیر غریب نوازؒ سخاوت میں اخص الخاص کے درجہ کے مالک تھے جب میرے والد بزرگوار قبلہ کو سجادگی ملی تو لاکھوں روپے کا سامان موجود تھا لیکن جب آپؒ کا وصال ہوا تو مجھے ورثا میں صرف:

1- لکڑی کی تسبیح
2- استعمال شدہ ٹوپی
3- ایک قمیض

ملی۔ آپؒ نے سجادگی ملتے ہی جو کچھ لنگر خانے میں موجود تھا راہ خدا میں دے دیا حتیٰ کہ ڈیرہ غازی خان کی املاک کثیرہ عنداللہ وقف کر دی۔ کثیر تعداد میں گھوڑے اونٹ اور مویشی راہ خدا میں دے دیئے اور آپؒ نے تمام عمر اپنے گھر میں ایک کوڑی بھی نہ رکھی۔

استغنائے فقر:

خدمت گاروں نے ایک مرتبہ حضور قبلہ خواجہ صاحبؒ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ حضور نواب صادق محمد خان رابع کے فوت ہوجانے سے ریاست کے حکام ہمارے ساتھ بے اعتنائی برتنے لگے ہیں اور ہمارے جائز کاموں میں بھی رکاوٹیں کھڑی کرنے لگے ہیں۔ اگر نواب صاحب آپ کے مرید نہیں ہیں اگر آپؒ کے حلقہ ادارت میں آجاتے تو تمام دشواریاں دور ہوجاتیں۔ یہ سن کر آپؒ کا رخ انور غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور آپؒ نے فرمایا:

"شاید تم لوگوں کا خیال ہے کہ ہمارے سب کام نواب صاحب کے طفیل سرانجام ہوتے ہیں؟ یہ غلط ہے۔ اور تم لوگوں کا وہم ہے یہ سب سلطان الاولیا صاحب روضہؒ کی شان ہے کہ اگر نواب صاحب مرید نہ بھی ہوں تو ہمارے تمام کام حضرت اولیاء کی شان سے سرانجام پاتے رہیں گے۔"

خرچہ لنگر:

حضرت قبلہ خواجہ غریب نوازؒ اکثر اس بات پر دکھ کا اظہار فرماتے تھے کہ بزرگوں کے سامنے جس لنگر کا خرچہ اس سے بھی زیادہ ہوتا تھا آپؒ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دو ہزار روپے لنگر کے عہدہ داروں کے حساب میں پاس فاضل تھے۔ میں نے یہ سوچا کہ اسے غریبوں اور مساکین میں تقسیم کر دی جائے۔

حضرت قبلہ خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ لنگر میں مہمانوں اور مسافروں کے خرچہ کے علاوہ صرف لنگر کے خدام کے لیے آٹھ من گندم اور بارہ من چاول روز استعمال ہوتا تھا۔ لیکن حضور قبلہ سلطان الاولیاءؒ کے زمانے میں اتنا خرچہ صرف مہمانوں اور مسافروں کے گھوڑے پر آتا تھا۔

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے حالات زندگی

آپ کا پیدائشی نام خورشید عالم لقب حاجی پیر تخلص فرید تھا۔ آپ کے والد گرامی کا نام مبارک خواجہ خدا بخشؒ المعروف محبوب الٰہی تھا۔ حضرت خواجہ غلام فریدؒ ۲۶ ذیقعد ۱۲۶۱ھ کو اپنے آبائی قصبے چاچڑاں شریف میں اس دنیا کو منور اور روشن کرنے کے لیے تشریف لائے۔ آپؒ کی والدہ ماجد رابعہ عصر تھیں۔ کافی عرصہ تک بی بی صاحبہؒ کو حمل نہ ہوا۔ اولاد کی خواہش ایک فطری امر ہے۔ چنانچہ بی بی صاحبہ پریشان رہنے لگی تھیں۔ ایک روز جب حضرت خواجہ محبوب الٰہی صاحب گھر تشریف لائے تو بی بی صاحبہ نے نہایت ہی پریشانی اور مغموی کیفیت میں اپنے شوہر شیخ الزماں حضرت قبلہ محبوب الٰہی کی خدمت میں عرض کی "حضور ہزاروں لاکھوں حاجت مند آپ کے در اقدس سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ شانِ کریمی سے میری طرف بھی توجہ ہو

جائے"۔ بی بی صاحبہ کی اس عرضِ داشت سننے کے بعد حضرت خواجہ قبلہ محبوب الٰہی پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی چند لمحوں کے توقف کے بعد حضرت نے اپنی چشم حق بین سے حضرت بی بی صاحبہ کی طرف توجہ فرمائی۔ بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ عین اسی لمحے حضرت محبوب الٰہی کے روئے مبارک سے ایک نورانی شعلہ اٹھا جس کی نورانیت اور چمک کے اثرات میرے جسم تک پہنچ رہے تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں یہ آفتاب عالم تاب برج حمل میں تشریف لائے۔

شکم مادر میں کرامات کا ظہور:

آپ ابھی اپنی شکم مادر میں ہی تھے کہ بی بی صاحبہ کو تکلیف اور عارضہ شروع ہوا غذا ہضم نہیں ہوتی تھی۔ جو کچھ بھی تناول فرماتیں فوراً ہی قے کی صورت میں باہر آ جاتا تھا چنانچہ بی بی صاحبہ نے حضرت محبوب الٰہی سے اس کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے متبسم ہو کر ارشاد فرمایا:

"یہ کوئی عارضہ یا جسمانی تکلیف یا بیماری نہیں یہ اسی کا فعل ہے جو آپ کے شکم مبارک میں ہے۔ وہ سخی مرد دوسروں کو نفع پہچانا چاہتا ہے" چنانچہ اس روز سے ہی حضرت بی بی صاحبہ نے غربا اور مساکین کو پہلے کی نسبت زیادہ طور پر کھانا کھلانا شروع کر دیا بلکہ جس وقت آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا جاتا تو پہلے چند مساکین عورتوں کو اپنی موجودگی میں کھانا کھلاتیں اور اس کے بعد کھانا تناول فرماتیں۔

رسم اذان و عقیقہ:

آپؒ جب پیدا ہوئے تو حضرت قبلہ محبوب الٰہی نے آپ کے گوش مبارک میں آذان و اقامت کی اور مولانا محمد عثمان سکنہ خان بیلہ نے تاریخ ولادت سے متعلق قصیدہ لکھ کر حضور محبوب الٰہی کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ اور اس طرح چند ایام کے بعد رسم عقیقہ ادا کی گئی۔ جو کہ نورانی منظر تھا اور جب آپ کی عمر ساڑھے تین سال کی ہوئی تو آپؒ کی شادی ختنہ کا اہتمام کیا گیا۔

رسم بسم اللہ شریف:

جب حضرت قبلہ حضور خواجہ غلام فریدؒ کی عمر ساڑھے تین سال کی ہوئی تو آپ کے مرشد حضور قبلہ مولانا فخر خان جہانؒ نے اپنے شیخ الاعظم والد ماجد حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں عرض کیا کہ برادر عزیز کی زباں صاف ہے چنانچہ رسم بسم اللہ ادا کر دی جائے۔

چنانچہ حضور قاضی الحاجاتؒ کے عرس کے مبارک اور نورانی موقع پر خاندانی روایات سے ہٹ کر ایک سال قبل آپؒ کو بسم اللہ شریف کا درس دیا گیا مجمع کثیر تھا پورے ہند و سندھ سے مشائخ عظام اور علما اکرام کوٹھ مٹھن شریف میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ قرعہ فال حضرت خواجہ تاج محمودؒ کے نام نکلا۔ حضرت محبوب الٰہی نے اپنے برادر اصغر کے مقام علم و عرفان کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسی مبارک رسم کے لیے منتخب کیا پس شادی کے دولہا حضرت خواجہ غلام فریدؒ کو حضرت تاج محمودؒ کے سامنے بٹھایا گیا۔ اب پورا مجمع منتظر ہے کہ اس شہباز لامکانی کی بسم اللہ کیا رنگ لاتی ہے۔ حضرت خواجہ تاج محمودؒ نے حضور فرید پاکؒ کی انگلی مبارک پکڑ کر الف پر رکھ کر فرمایا آکھ غلام فریدؒ الف۔ چنانچہ حضرت فرید پاکؒ اپنے زبان حقیقت ترجمان سے فرماتے ہیں آکھ غلام فریدؒ الف اس طرح چند بار یہی کلمات دہرائے جاتے ہیں حضرت خواجہ تاج محمود پر ذوق و وجد طاری ہوتی ہے۔ چنانچہ قوال حضرات ساز تیار کر کے اسی فقرہ آکھ غلام فرید الف کو غزل کے مصرعے کی طرح گاتے ہیں اور حضرت خواجہ تاج محمود پر کافی دیر تک حالت ذوق طاری رہتی ہے چنانچہ اس کے بعد بحالت سکر حضرت تاج پاکؒ شادی ختنہ حضور فریدؒ پاک کی رسومات میں شریک ہوئے۔

رسم یتیمی:

شاید یہ ایک قانون قدرت ہے روئے زمین پر تشریف لانے والی عظیم ہستیوں کو آزمائش واذیت کی بھٹی میں ڈالنا ضروری ہوتا ہے تا کہ وہ سونے سے کندن بن سکیں۔ قدرت والا ان عظیم ہستیوں کی ذہنی نشونما کے لیے مخصوص ماحول پیدا کرتا ہے اور اس ماحول ہی میں ان ہستیوں کو جذب نہاں وسوز ودرودل کی نعمت ادا کی جاتی ہے۔ یتیمی کو آقائے دوجہاں شافع محشر ﷺ نے گلے لگا کر پوری دنیا کے لیے نعمت عظیم بنا دیا ہے۔

رسم یتیمی کو حضور حاجی پیر غریب نوازؒ نے ادا فرمایا کیونکہ فراق کا دور شخصیت ساز ہوتا ہے۔ یہ ایک سالک کے لیے قدرت کا سب سے بڑا تحفہ ہوتا ہے۔ اس کیفیت حزن یاس نے حضور خواجہ صاحبؒ پر بہت دیرپا اثرات مرتب فرمائے۔ چنانچہ جب آپؒ کی عمر مبارک صرف چار سال تھی کہ آپؒ کی والدہ ماجدہ اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئیں اور آپ کی عمر آٹھ سال تھی کے آپ کے والد ماجد حضرت محبوب الٰہی کا وصال ہو گیا۔ گویا سنت نبویؐ کے مطابق آپؒ نے بھی در یتیمی کا مرتبہ علیا حاصل فرمایا۔

اس تنہائی کا نتیجہ تھا کہ آپؒ ذوق مطالعہ اور تزکیہ ذات کے عادی ہو گئے۔ یہی وجہ تھی کہ بچپن ہی میں انہیں دیکھ کر حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ نے فرمایا'' یہ اپنے خاندان کی پہچان بنیں گے''۔

ابتدائی تعلیم وتربیت:

اشارت فریدی میں حضرت خواجہ غلام فریدؒ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ''میں نے قرآن مجید میاں جی صدر الدین کے ہاں پڑھا جب ان کا انتقال ہوا میاں جی محمدؒ کے ہاں قرآن مجید ختم کیا۔ کتب نظم میاں جی حافظ صاحب کے ہاں پڑھنی شروع کی۔ چند کتب پڑھنے کے بعد میاں جی احمد یار خواجہ کے ہاں چند کتابیں پڑھیں۔ پھر میاں جی برخوردار جی کے ہاں کتب نظم ختم کیں''

حضور قبلہ حاجی پیرؒ کی عربی کتب تعلیم سے متعلق تجویز ہوا کہ انہیں کسی ایسے استاد صاحب کے پاس عربی کتب پڑھائی جائیں جو خشک نہ ہو بلکہ روحانیت سے بھی کچھ واقفیت رکھتا ہو۔ تا کہ تصوف وتوحید کی باتیں کانوں میں ڈالتا رہے۔ اس کام کے لیے مولوی فرید بخشؒ صاحب کو منتخب کیا گیا۔ اور بذریعہ خط انہیں مطلع کیا گیا۔ انہوں نے جواباً لکھا!

''میرے پاس ایمان کا ایک ذرہ ہے آپ چاہتے ہیں کہ اسے بھی سلب کرا جاؤں''۔

چانچہ ان کی بجائے مولوی قائم الدین صاحب کو دیگر تمام کتب پڑھانے کے لیے مقرر کیا گیا۔ اور دیگر تمام درسی کتب آپؒ نے ان سے پڑھیں۔

بقول حضور فرید پاکؒ:

آپؒ فرماتے ہیں کہ مولوی قائم الدین صاحب مجھے زدوکوب کیا کرتے تھے۔ جبکہ میاں جی برخوردار صاحبؒ صرف مکے دکھا کر دھمکی دیتے تھے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز مولوی میاں جی برخوردار صاحب سوئے ہوئے تھے کہ میں ایک لڑکے کو گھوڑا بنا کر سواری کر رہا تھا کہ اچانک آپ بیدار ہو گئے اور مجھے دھمکی دیکر دوبارہ سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپؒ بیدار ہوئے تو مجھ سے کہنے لگے کہ میں گھوڑا بنتا ہوں اور تم مجھ پر سواری کرو۔ مجھ سے یہ سن کر بڑی شرم آئی میں نے انکار کیا لیکن وہ اپنی ضد پر قائم رہے۔ آخر میرے چچا جو وہاں موجود تھے ان کی سفارش پر میں رضامند ہوا جب میں سوار ہوا تو مولوی صاحب نے کہا کہ مجھے ایڑی بھی لگاؤ۔ بعد میں مولوی صاحب نے بتایا کہ حضرت محبوب الٰہیؒ نے خواب میں غصے سے فرمایا کہ تم میرے بیٹے کو مکے دکھاتے ہو۔ آپؒ فرماتے ہیں بعد میں ان تمام اساتذہ کرام نے مجھ سے توحید کی کتابیں پڑھیں۔

سرائیکی شاعری کے چار معمار

محقق اعظم ، ماہر لسانیات ، عظیم دانشور ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کا مکتوب گرامی

محترم المقام علامہ محمد اجمل خان مزاری

السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ ! آپ کا فاضلانہ کرمنامہ مورخہ 15-5-2001 موصول ہوا۔ اور ساتھ ہی ماہنامہ مرجات کا شمارہ اپریل ، مئی 2001۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا۔ جناب سید انیس شاہ صاحب مرجات کے سرپرست ہیں۔ ماشاء اللہ وہ میرے بھی سرپرست اور کرم فرما ہیں۔ لہٰذا میں خوش بخت ہوں کہ وہاں پر آپ احباب راقم کو دعائے خیر مین یاد کرتے ہیں۔ یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ مرجات کا جون کا شمارہ خواجہ غلام فریدؒ سے مختص کرنے والے ہیں۔ خواجہ صاحب اپنے سرائیکی کلام میں نئے دور کے ملک الشعراء ہیں۔ ان کا سندھی کلام بھی دل پذیر ہے اور اس سے سندھی ، سرائیکی کا رشتہ مضبوط ہوا ہے۔ خواجہ صاحب سے پہلے ، خلیفہ نبی بخش صاحب اور حمل خان لغاری دونوں سندھی اور سرائیکی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ مولانا لطف علی نے اپنے متفرقہ ابیات اور سیفل نامہ میں سرائیکی زبان و بیان کو چار چاند لگا دیئے۔ ان کی جادو بیانی بے مثال ہے۔ یہ چاروں ہستیاں سرائیکی زبان کے شعری ادب کے معمار ہیں۔

آپ نے اپنے ماہنامہ کا نام "مرجات" رکھ کر سرائیکی اخلاقیات کے ایک بڑے معیار کو آشکار کر دیا ہے۔ مجھے خوشی ہوگی اگر آپ ہماری رہنمائی کے لئے لج و مرجات کے لغوی معنوں اور سماجی مفہوموں پر مشتمل ایک تفصیلی مقالہ لکھیں گے۔

آپ حیدر آباد آئیں گے تو مل کر خوشی ہوگی۔ البتہ میں صحرانورد ہوں ، لہٰذا مجھے پہلے خط لکھ کر آگاہ کریں۔ صبح 10.00 بجے کے بعد 12 بجے تک میں احباب سے ملنے کے لئے اپنے آپ کو فارغ رکھتا ہوں۔

امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے ، سلام احباب کو۔

مخلص۔ نبی بخش بلوچ

حضرت خواجہ فریدؒ کا فلسفہ وحدۃ الوجود

تحریر: صاحبزادہ خواجہ شمس الدین

حضرت خواجہ صاحبؒ کے نظریہ وحدت الوجود کی اساس جذبہ عشق ہے ان کی شاعری میں ہر جگہ یہی جذبہ ابھرتا نظر آتا ہے۔ ان کا محبوب وجود حقیقی ہے وہ کہیں اس کو پیارا، کہیں دلبر، کہیں حسن کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ اور کبھی وہی وجود ان کو عشق بن کر مظاہر کونیہ میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ آپؒ بھی اپنے بزرگوں ہی کی طرح فلسفہ ہمہ اوست پر یقین رکھتے ہیں۔ توحید وجودی ان کے شعور اور لاشعور میں رچا بسا ہوا ہے۔ اس لیے آپؒ جب بھی اس موضوع پر قلم اٹھاتے تو اللہ کی ذات واحد کے سواء اور کسی کا وہم تک نہ گزرتا۔ آپؒ کے نزدیک کائنات کا ہر وجود حسن ازل کا ایک حصہ ہے اور موجودات عالم اس کے مظہر ہیں۔ حسن محیط کل ہے، لافانی ہے اور اپنی انا کا اظہار مختلف طرز انداز میں کرتا ہے۔

خواجہ صاحبؒ نے اشارات فریدی جلد چہارم میں خواجہ خواجگان شیخ الہندی حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی توحید وجودی کے متعلق گراں قدر رائے درج فرمائی ہے۔ جس سے یہ مسئلہ واضح طور پر سامنے آتا ہے۔ کہ خواجہ صاحبؒ کا مؤقف صحیح ہے۔

خواجہ صاحبؒ نے مسئلہ وحدت الوجود کی تبلیغ کے ساتھ اپنی توجہ انسانی قوتوں کی ابھارنے اور انسانی خودیؒ کی بیدار کرنے کی طرف بھی مرکوز رکھی ہے۔

خواجہ صاحبؒ نے کئی مقامات پر ''احدا ہا ابن احمد آیا'' کے مفہوم کو اپنے شعروں میں ادا فرمایا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذات احدیت یعنی لاتعین نے پہلی تجلی یا پہلا تعین فرمایا تو حقیقت محمدی کا ظہور ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں احد احمد کے جسم میں حلول کر آیا۔ یہ سراسر ہندوانہ فلسفہ ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ حق تعالیٰ کی تجلی اول کا ظہور ہے۔ حلول سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور آپ نے نہ ہی ویدک کا فلسفہ اپنایا ہے۔ پروفیسر آربری کا بیان ''خواجہ صاحب بلاشبہ بیدک فلسفہ کے متبع نہ تھے بلکہ صوفیاء سلف کے متبع تھے''۔

جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے!

بے شک ہن استاد دلیں دے ''ابن العربیؒ تے منصور'' وحدت الوجود کے متعلق سرائیکی دیوان میں کافیوں میں فرمایا ہے۔

دردانددی پیڑ ڈاڈھا سخت ستایا
ہجر فراق دے تیر دل نوں مار موںجھایا

اے دل مٹھڑی گندڑی مندڑی
جانون لادی برہوں دی بندڑی

ازلوں تانگھ دا تیر ☆ جانی جوڑ چنبھایا
سانول پنل ول گھر ڈوسدھایا ☆ تن مونجھ ماریا سر سول تایا
ڈونگر ڈراون ڈکھڑے ستاون ☆ ڈینہ رین بلائیں کرٹول آون
بن ڈھول سکڑے سوڑے نہ بھاون ☆ گھر بار ڈسدا سارا پرایا
آساں امیداں ساڑیاں پچالیاں ☆ اصلوں برو چل پیتاں نہ پالیاں

ہمی صاحب

خواجہ فریدؒ دے چار چھوٹیں بول: سیّد انیس شاہ جیلانی

گھنڑی ڈر گھیر ڈگھیر وچ کیا پتوں، خواجہ کوں سُنڑدے گِنڑدے تاں ڈاڈھے اندوں، پڑھدے گھٹ ودھ اوں، پڑھنڑ دی ہک آپنڑی چس اے؛ میں خواجہ کوں جتھو محل دا لگدے پڑھی رہنداں: خواجہ ڈیکھو تاں ہی کیجھا سُہنڑا تاں سُہنڑے نال پیا گئی ے۔ سُتھرا کیجھا اَلا گے سلکھنڑا کیجھا بول گے

ہے ہے یار الھڑ ہر دِ چل — شالا حسن جوانی مانڑے
یک تِل نرمن ناں کیتا — مُنھڑی دل دا اوناں
کر کے سخت بُنا لئی — تِل تیڈے چتر انگ دی تیڈے
آپڑے نال ناں نیتا — ملک ملیھر دا بناں
ہجر پیارے ازلوں — ڈُکھ دا حال ناں پُھیوم پورا
میں مُنھڑی لو پیتا — چِتراں سُتو سُتو پیاں
جَیں ڈینھ سجن سیدھا لئے — جے توں آنویں تن من ڈِلیاں
ڈُکھ آیا شکھ پیتا — پیر پیرم دا چھناں
سُول کُلّر دا کوجھا — بیعت کرتے عشق کرڑھا ہیم
توں توں رگ رگ پیتا — علم عمل توں بناں
اصلوں محض وِسار شکّی — سُہنڑے دے وِچ وصف وفا دی
لا کر پیرم پلیتا — میں اے گالھ ناں مناں
روہ فرید لتاڑاں — ہر ہوں فرید تھیوسے ساتھی
شالا کھاوم چیتا — سب شئے توں جی تھناں

○ ○

ہے صدقے گھولے یار توں — دے توں سا توں لا
ایہو جیڑا بینھ نپیاں — ناں مار نیناں دے تیر

اکھیاں جنہاں کارݨ نت بکھیاں

ہن ہا پل بے پیر

ناز نہوڑے غمزے تیڈے

مصحف دی تفسیر

کاکل پیوݨا نانگ وراڈھا

ڈنگ ماریش چٹرا ہم سیریر

روز ازل دا تیڈا ساڈا

مال مویشی بسیر

جانوݨ لادا ملک تساڈا

تن من پیس سیریر

کوجھی کملی تیڈے ناں دی

ناں کر یار کریر

رو رو تنلیش پیاں ناسوراں

دل وچ سو سو چیر

ہو ہو بھکڑی شہر خواری

ساڈڑی ہے توقیر

غوث قطب سب توں توں صدقے

کوں فرید فقیر

O

ڈکھڑیں کارݨ جیندی ہم

سولیں سانگ سہندی ہم

درد اندیشے سنگڑے سوڑے

پیاں نال بھیݨ تے بجھی ہم

گھلی کملی شیرڑی دھردی

بک غم دی سٹ دھڑی ہم

جانوݨ لادی پنڈ بلا دی

چم پسر اکھیاں جینی ہم

راحت ویندیں وداع نال کیتم

متی ہم پر منتڑی ہم

پیڑ پرانی آمڑی سنگڑی

مونجھ منجھاری ذی ہم

سختی تے بدبختی تتڑی

حال وندڑ و ہمتی ہم

بے ٹھائی دی چولی چنڑی

پتی ہم پا ٹھمکی ہم

سر تے چھتڑے چوٹیاں مھڑے

تش سنگ ولڑی لٹی ہم

ہو ہو بھکڑی شہر خواری

چاتی فخر وڈائی ہم

کیوں یار فرید وساراں

جیں کیتے اتھائی ہم

O

اُجھو یار بلموٗ

دل نال ماندی ہئی

سوہے سیجھ کوں ساڑتے

وچ ہتراں دی ہئی

باندی بردی یار دی

باندی بردی ہئی

غیروں الفت یار دے

دلڑی وانڈی ہئی

بیٹھ بھیندیں مر گیئم

چُنّل گاندھی ہئی

تانگھ فرید نوں آکھدی

بَر ڈِٹوس پاندھی ہئی

○

درد پئے دل پیٹے

ڈِتڑے یار رنجیٹے

میں ہیٹھیں گئی ہمرناں آئے

لانویں کُھٹن دے نیٹے

ہتھڑاں پیریں غم دے گانے

بس سُولاں دے ریٹے

بینگیں سرتیں نگرڑے جھیڑے

سنگڑیں سہوریں پیٹے

سانول آ دے آگل لا دے

سنجوں سیجھیں لیٹے

دلڑے سو سو زخم کُلاڑے

سینے سخت چپیٹے

یار فرید سنبھال جیندیں

رب ڈُکھ ڈُکھڑے میٹے

○

شترباں سَو کھیاں گبر دلیاں دل

نگر ڈیاں گالھیں ہیں کنوں اُتے بیان کیتیں ہوندیں: ہُن کُجھ کلمیاں / مصرعے وی سُن گھنو تاں چنگی گالھ ہے،

○

میلے ویس اُتاراں

—

سہرے ساڑ سٹے گہنے لاتے ہیں

—

دُوہیں دار فقیر تھیوسے

—

کلہڑی پئی کُرلانواں

—

تتی عشق اولڑا لائم ڑی

—

کلہڑی دی دل لدھر دناں کل

—

وشریجے الول مخول دے

—

مُونجھ مُنجھاری گل دی پھاہی

—

دلڑی کیس کرینڈی پیہے

—

ہُن یار ڈُو ونیلا پار دے

وِچ آپ کُوں آپ اڑائیم ڈی

چولے انگ ناں ماندا ہے

رانجھن میڈڑا میں رانجھن ڈی

ماراں ڈھالے پانواں فالاں

ہُن ڈیکھو کیا تھیندے

نُلدے ماسے تولے

بسیناں محض لوہیراں

پیچ ڈُکھوں ہُن ہُن دے

○

خواجہ جیہے رہیں جو آیاں وڈے گبھروں اُوہوری آپنی دھرتی کوں لگاں لگے۔ روہی تے لکھّا ساہ ڈیندا آیا۔ اُوں بڑھت اُن ڈٹھے شہر وسمن داناں نہیں گھدا۔ اُوں تاں آکھیے

اُٹھ وردمنداں دے دیرے
جھوک بکھیڑ گھنڑا ہوئی ڈھیر

کھپ کھاراں تے لئی لاٹی
سیٹھ پھوگ بہوں من بھانی

طرفاں مرخاں پھوگڑے
کانی لایاں کھاراں

رُل رُل تھکی پیر پھیر ہُٹی
بوٹے لیاں کانہیں بہوں

سینگیاں سرتیاں شہر سہانوں
ہیں وٹ بوٹے لیاں

روہی محض بشارت درشوں
مرشوں پھر سُوں مُول نان درشوں

روہی دُھڑ دی مینگھ ملہاراں
بوٹے بوٹے بیاں گلزاراں

اے روہی یار بلاوڑی اے
شالا ہو نُوں ہر دم ساوڑی اے

وِچ روہی دے رُنھدیاں
نازک ناز دھیٹیاں

مٹھڑی موسم روہی ڈو ڈھڑی — راتیں کرن ننکار ڈیس دے
وحشت جڈوں دل شُرکے ود — جھیناں ولوڑن مٹیاں

یک جاتے دل بھریچ وہندیں، وہاں جھل نیں پیا سگدا، آکھدے
روہی ڈِٹمن جڈ رہندی ہے
پیٹھاں عشق دی حد مکمل ہووے انھیں ترمز بچے ایہا مار دا آن بندی اے
میں تاں اے آکھ تے بس کرے سال جو خواجہ آپاں وچ رل مل تے ہکو کجھ تھی
گئے، اللہ سیانی ڈیوس،

جیون جڈوں ہزار یک

بقیہ: فلسفہ وحدت الوجود

مارو مہر دیاں دیداں نہ بھالیاں☆ آیم فریدا سختی دا سایا
مارو مٹھل وَل مکھڑا چھپایا ☆ ڈکھڑیں ڈکھایا دردیں منجھایا
تانگھیں تپایا موںجھیں مٹایا☆ سولیں ستایا نیڑے ہرایا
سنجڑی سسی نوں، جبلیں رلایا☆ ہے ہے پنل وَل پھیرا نہ پایا
خوشیاں وہانیاں سانول سدھایا ☆ گل گیا فریدا جوبن اجایا

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کو آقا دو جہاں حضرت محمد ﷺ سے از حد محبت تھی آپ کے کلام میں آنحضرت ﷺ وارفتگی کا اظہار آپ نے کئی مقامات پر کیا ہے۔ آپؒ پابند شریعت تھے۔ اور حب نبوی ﷺ کو ایمان کا جزو سمجھتے تھے۔ دوسرے صوفی شعراء کی طرح خواجہ صاحبؒ نے بھی اپنے کلام میں مثالی انسان کا تصور پیش کیا ہے۔ اور وہ مرد قلندر ہے اس کے آگے دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا آدمی نہیں ٹھہر سکتا۔

یہ مرد مومن شب و روز اپنی خودی میں غرق رہتا ہے۔ اسے دکھاوے کے صوم و صلواۃ کی پرواہ نہیں ہوتی نہ اسے ملک و مال کی ضرورت ہوتی ہے۔

(بقیہ فوائد فریدیہ تے ہک نظر)

چھنڈک پھوک کیتی ونجے جیکرا ے گالہیں یا کتاباں سو فیصد یقینی طور تے خواجہ صاحب دیاں ہن تاں ول انہاں دی شخصیت کوں انہاں حوالیں نال ڈٹھا ونجے جیکرا ے ثابت تھوے جو اے اندھی عقیدت دے کرشمے یا کہیں کاریگر دی کاریگری ہے تاں ول اتھے سارے مواد کوں نکھیرن بلکہ نکھیڑ تے پرے بھکا سٹن ضروری ہِ بتھ پیا اتھا سونا جیرھا کن تروڑے۔

نرگن سرگن

لکھت: قیس فریدی

دیوانِ فرید دے محترم ترجمہ نگاریں نوڑیں جو امیدا ترجمہ تے تشریح وڈی محبت، عقیدت تے محنت نال کر کے خواجہ صاحبؒ دے کلام نال دلچسپی رکھݨ والیں تے تھوڑا چاڑھیئے اتے انھاں دے علمی ادبی مرتبے کنوں اوی انکار نی کیتا ونج سگدا لیکن ایں سبھ کجھ دے باوجود کلامِ فرید دے بعض لفظیں دے معنے انھاں صحیح نی کیتے۔ حتیٰ جو انھاں یقینی معنے بیان کرݨ دی بجائے انھاں قیاسی معنے کیتن یا قول کلام دے آگے پیچھے کوں سامݨے رکھ تے انھاں دا معنیٰ مطلب ڈسائے یا وت منڈھوں انھاں لفظیں دے صحیح معنیں کنوں او واقف نہ ہن۔ ایجھے لفظیں دی گنتری ڈھیر ساری ہے جھاندی نشاندہی تے معنے مطلب بارے کہیں ویلے اساں قلم چیسوں۔ فی الحال اساں کلامِ فرید دے ڈوں لفظیں "نرگن سرگن" بارے ای گالھ مہاڑ کریندے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے ایہ ڈوں لفظ [نرگن سرگن] کافی نمبر ۲۰ دے بند نمبر ۹ اتے مصرعے نمبر ۲ وچ ورتین۔ کافی دا عمومی مزاج صوفیانہ ہے اتے زبان ٹھیٹھ سرائیکی ہے۔ بند کافی دا ایں طرح ہے:-

تُوں ایہ سمجھ سُنجاݨ نہ چھوڑیں ۔ نرگن سرگن وچ جا جوڑیں
اپݨے آپ توں مُونہہ نہ موڑیں ۔ سب ہے روپ سروپ تہاڈا

ایں کنوں پہلے جو اساں "نرگن سرگن" بارے آپݨی گالھ ٹوروں، ضروری ہے جو انھاں لفظیں دے او معنے اتھاں نقل کر ڈیوں جو ترجمہ نگاریں کیتن:-

1. مولانا عزیز الرحمٰن عزیز بہاولپوری ۔ نرگن سرگن:- ہندی راگوں کی سُرتالیں۔ دوزخ بہشت۔
2. مولانا نور احمد خان فریدی ۔ نرگن سرگن:- دوزخ بہشت
3. ڈاکٹر مہر عبد الحق (لغاتِ فریدی) نرگن سرگن:- دوزخ بہشت
4. صدیق طاہر مرحوم:- نرگن ۔ دوزخ
سرگن ۔ بہشت

محترم ترجمہ نگاریں دے نرگن سرگن دے معنے ڈیکھ تے ایہ اندازہ لاوݨ اوکھا کینی جو انھاں وچوں ہک بئے دی نقل لاہ آتاری ہے۔ البتہ مولانا عزیز الرحمٰن نے انھاں لفظیں دا ہک مطلب

"ہندی راگوں کی شرتالیں" وی کیتے۔ ایندے علاوہ ایں پورے بند نمبر ۹ دا ترجمہ مولانا عزیز الرحمن نے ایں کیتے:۔ "عقل و عرفان کا دامن نہ چھوڑنا اور وحدانیت کے بھجنوں (ایہ نویں گالھ ہے جیندا ذکر بند وچ کینی تھیا) میں مست رہنا۔ خود شناسی ہی خدا شناسی کا ذریعہ ہے اس سے منہ نہ موڑنا۔ دنیا و مافیہا سب تیرے لئے ہے اور سب سے اچھا روپ تمہارا روپ ہے۔ تیرے مورچے میں مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ، کا فلسفہ ہے"

ایہا طرح مولانا نور احمد خان فریدی نے وی الگ بھگ ایہا تشریح کیتی ہے جیویں مولانا عزیز الرحمن نے کیتی ہے۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق نے جیڑھا معنے لکھیئن تے صدیق طاہر نے وی، جو اساں اُتے نقل کر آئے ہیں۔ لیکن ترجمہ تے تشریح کرن والے حضرات نے نرگن سرگن دے دوزخ بہشت والے جو معنے کیتن، تشریح کرن ویلے اُنھاں ایندا کتھائیں وی ذکر یا اشارہ نی کیتا۔ بس کافی دے عام مزاج دے مطابق چھک مُک تے ایں بند نمبر ۹ دی تشریح وغیرہ صوفیانہ انداز وچ کر ڈتی ہے۔ جنڈاں جو حضرت خواجہ صاحبؒ فرمیندن "نرگن سرگن وچ جا جوڑیں"۔

ترجمہ نگاریں دے معنے مطابق آکھیا ونج سگدے جو دوزخ تے بہشت وچ جا جوڑیں۔ ؟؟
لیکن ظاہر ہے جو ایہ غلط مطلب ہے کیوں جو خواجہ صاحبؒ جیہیں عالم اتے صوفی کنوں ایہ اُمید نی کیتی ونج سگدی جو او سالک کوں دوزخ بہشت ڈوہیں وچ جا بناوݨ دی تلقین کرن۔ اصل وچ ترجمہ نگاریں کوں انھاں لفظیں بارے ایں بھلیکا لگے اتے او ایہ ہے جو کیوں جو ہندی زبان وچ دوزخ کوں "نرک" تے بہشت کوں "سُورگ" آہدن۔ ایں سانگے ترجمہ نگاریں "نرگن" کوں نرک [دوزخ] تے "سرگن" کوں سُورگ [بہشت] سمجھ تے آپݨا کم چلائے۔ جو بالکل درست کینی۔

نرگن سرگن، دوزخ بہشت کینی بلکہ ایہ ڈوہیں لفظ بھگتی تحریک دے ڈوں دھڑیں دیاں ڈوں اصطلاحیں ہِن۔ نیرگن دا لفظ ڈوں اکھریں نال مرکب ہے۔ نِر، نفی دا کلمہ ہے تے گُن دا معنی ہے "گُݨ"، وَصف، صفت وغیرہ۔ بھگتی والیں دی اصطلاح وچ ایندا مطلب "بغیر صفات دے" گھدا ویندا ہا۔ ڈوجھا لفظ وی انویں مرکب ہے یعنی "سر" اثبات دا کلمہ، تے "گُن" دا معنی اُوہو ہے جو اُتے ڈسایا گئے۔ لیکن بھگتی والیں دا ہک دھڑا ایندا مطلب گھندا ہا،

"خدا اوہ ایہ گُن موجود ہے کہ او حلول کردے کہیں مجازی جسم وچ آ سکدے۔ یعنی اوتار بن سکدے"
ایہ عقیدہ ہندو بھگتیں دا ہا۔ ایں بھگتی تحریک دا مُنڈھ وی پہلے پہلے شنکر آچاریہ تے راماج وغیرہ
ہندو وِدوان ای بدھا ہا۔ ایہ تحریک جنوبی ہندوستان توں شروع تھئی ہئی جو اصل وچ بُدھ مذھب تے
جین مذھب دے خلاف ہئی اتے ہندو مذھب کوں زندہ کرن دی کوشش ہئی۔ راماج نے
وِشنو دیوتا دی مُورتی پُوجا تے زور ڈِتا تے وَل وِلبھ نے کرشن پُوجا تے ہِیں طرح رام پوجا دا اثر

کیتا گیا جو ہولے ہولے پورے ہندوستان وِچ پھیل گیا۔ حلولی عقیدے والے لوکیں کوں
سگُن وادی یا سرگُن وادی آکھیا ویندے۔ حالانکہ ایں تحریک توں پہلے ہندو لوک مُورتی
پُوجا کیتا کریندے ہَن تے توحید دے قائل ہَن۔ انھاں دی توحید دے عقیدے بارے
علامہ ابوریحان البیرونی نے کتاب الہند وِچ ایں طرح ذکر کیتے:۔

"اللہ پاک کی شان میں ہندوؤں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ واحد ہے
ازلی ہے جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ اپنے فعل میں مُختار ہے۔ قادر ہے
حکیم ہے۔ زندہ ہے۔ زندہ کرنے والا ہے۔ صاحبِ تدبیر ہے۔ باقی
رکھنے والا ہے۔ اپنی بادشاہت میں یگانہ ہے جس کا کوئی مُقابل اور
مُماثل نہیں۔ نہ وہ کسی چیز سے مُشابہ ہے اور نہ کوئی چیز اُس کے ساتھ مشابہت
رکھتی ہے" [کتاب الہند۔ صفحہ ۱۴]

یاد رہے جو علامہ البیرونی غزنوی دَور وِچ ملتان آئے ہَن۔ انھاں سنسکرت دی سِکھی ہئی تے ہندو مذھب دا
مطالعہ تے مشاہدہ وی کیتا ہا اتے ہندو علماء نال انھاں دی گالھ مُہاڑ وی مذھب بارے تھیندی رہندی
ہئی۔ ایندے برخلاف بھگتی تحریک دا ڈُوجھا ٹولا، توحید دا قائل ہا۔ مُورتی پُوجا، اوتار واد تے
ایں قسم دیاں بیاں گالھیں کیناں مَنیندا ہا۔ ایں ٹولے دا سردار بھگت کبیر [1456-1575 بکرمی]
ہا۔ جو بنارس دا ہِک مسلمان تے ذات دا جولاہا ہا۔ او آپݨ جو پڑھیا لکھیا کیناں ہا لیکن قدرت نے اوندا
سینہ کھول ڈِتا تے او تحریک دا ہِک بہوں وَڈا رہبر تے پرچاری بݨیا۔ بھگت کبیر دے ٹولے وِچ ہندو
لوک وی شامل ہَن جو توحید دے قائل ہَن۔ ایں ٹولے کوں "نِرگُن وادی" آکھیا ویندا ہا۔
انھاں دا عقیدہ ہا جو خدا ہِک نہ نظر آوݨ والا ایجھا نُور ہے جو کہیں وی مجازی جسم وِچ نی

آندا بتے نہ آسکدے کیوں جو مجازی جسم فانی ہوندے نیں۔ ایس بارے وچ ڈاکٹر عبدالحفیظ لکھدے نیں:-

"کبیر صاحب اوتاروں کو نہیں مانتے۔ ان کا معبود مکان اور زمان کی قید سے آزاد ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نرگن کے واسطے سرگن باعثِ حجاب ہے اور پرستارِ صفات اور اِدراکِ ذات سے محروم رہتے ہیں" [بھگت کبیر، صفحہ ۷۱]

ڈاکٹر سہیل بخاری بھگتی تحریک دے ڈُوہیں ٹولیں بارے آپنی کتاب "ہندی شاعری میں مسلمانوں کا حصّہ" وچ ایس طرح سوجھلا پیندن:-

"یہ دراصل ہندو مت کے احیاء اور بدھ مت اور جین مت کے خاتمے کی تحریک تھی اگرچہ مسلمان صوفیوں سے انہوں نے عشقِ حقیقی (الٰہی) کا تصوّر لیا تاہم خود مسلمان صوفی بھی اس تحریک سے خاصے متأثر ہوئے اور اس تأثر کی جھلک ان کے اقوال و اشعار سے نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ شیو، وشنو، رام اور کرشن بھگتی والوں کو سگُن وادی یا سرگُن وادی کہتے ہیں" [صفحہ ۱۲]

ڈُوجے ٹولے دے بارے وچ ڈاکٹر سہیل بخاری لکھدن:-

"یہ بھگتی تحریک کا ایک رُخ تھا۔ اس کے دوسرے رُخ کو نرگُن واد کہتے ہیں اس کے ماننے والے خدا کو ایک غیر مرئی نُور سمجھتے ہیں جس کا کوئی پیکر نہیں ہے"

[ہندی شاعری میں مسلمانوں کا حصّہ صفحہ ۱۲]

ایہی کتاب دے صفحہ ۱۰۸ تے ڈاکٹر سہیل بخاری نرگن وادی ٹولے بارے لکھدن:-

"ہندوؤں میں نرگن واد ایسی عقیدے کی ایک کڑی ہے جس میں خدا کی ذات کو صفات سے الگ کر کے قابلِ پرستش مانا گیا ہے اور جس کے تحت اوتار واد اور مورتی پوجا سے انکار کیا گیا ہے۔ اس تصوّر کی ابتدا کبیر سے ہوتی ہے جس کا کلام ان تعلیمات سے بھرا پڑا ہے"

انہاں تاریخی حوالیاں توں سوجھل تھیندے جو "نرگن سرگن وچ جا جوڑیں" دا مطلب کیا تھیندے؟ خواجہ صاحب ہک صوفی باصفا ہن۔ او خود آپنے ہک قول دے مطابق کہ

"ہر صورت وچ آوے یار" یا "مسجد مندر ہاڑ و نور" یا "ہر صورت وچ ذات سبحانی"
حسب عقیدے مطابق سالک کوں آکھیئے جو توں ایکیڑے تے جھیڑے وچ نہ پے بلکہ
نرگن والیں وچ جا بناں تے سرگن والیں وچ وی مقام پیدا کر — ایہ نی فرمایا جو
دوزخ وچ وی جا بناں تے بہشت وچ وی —

ہُن اساں جھیڑے وچ ایہ وی ڈساؤنیوں جو گرو نانک وی بھگتی تحریک نال گنڈھیل ہن
انہاں دا مذہب وی ہِن بھگتی تحریک دی پیداوار ہے۔ لیکن او نرگن وادی تے
سرگن وادی ڈوہیں کنوں فیض حاصل کریندے ہن۔ جیویں جو خواجہ صاحب
فرمائے "نرگن سرگن وچ جا جوڑیں" ایویں گرو نانک وی ڈوہیں کوں چنگا
سمجھدے ہن لیکن انہاں دا رجحان توحید والے پاسے زیادہ ہا۔ حضرت بابا فرید
دا کلام تے ہندو شاعریں دے شلوک انہاں دی کتاب "گرو گرنتھ" وچ شامل ہن۔
ایندے علاوہ ہک ریاست دی رانی میرا بائی جیڑھی جو راجہ پرتھوی راج چوہان
دی عاشق ہئی، آپݨی ریاست چھوڑ تے بھگتی دی کرشن لو جا والے ٹولے وچ
شامل تھی گئی ہئی۔ او ہک چنگی شاعرہ وی ہئی۔ انہاں دے بھجن اج وی مشہور
تے مقبول ہن۔

ہُݨ اساں نرگن سرگن بارے کجھ ہندی شعر یادو چے پیش کریندے ہائیں
بھگت کبیر آہدے ہن —

سرگن کی سیوا کرو نرگن کا کرو گیان
نرگن سرگن سے پرے تہیں ہمارا دھیان

ترجمہ [صفات کی خدمت کرو اور ذات کا علم حاصل کرو۔ صفات اور ذات
سے جو پرے ہے، ہمارا دھیان وہیں ہے] (بھگت کبیر صفحہ ۶۶)

رام کا نام جو بید کا مول ہے
نرگن رام نرگن رام جپیو رے بھائی

[یعنی رام (خدا) چار ویدوں کی بنیاد ہے۔ نرگن رام (بغیر صفات کے)
خدا کی تسبیح کرو]

ہک ہٹے ھندو بھگت برمانند دا دوہا ڈیکھو۔

میرو روپ سگن جو دھیاوے نرگن پد پہنچاؤں
برمانند نام جو سمرے سب بھاؤ بند چھڑاؤں

[یعنی میرا روپ سگن (بت یا مورتی) میں ڈھل جائے تو میں نرگن (لا صفات ذات تک پہنچا دوں
برمانند خدا کا ورد کرے تو سب بکھیڑے دور ہو جائیں]

خواجہ رادانند

انیس دین پوری

ہینڑ، ھپ، اتے سندھ سرت رب دی ڈتی ہوئی دات گنیندی
اے، اتے ہیا نڑے سنگھڑ بندے قدرت دی طرفوں ہیں
قوم قبیلے تعلقے وسیب ملک یا ذات جمل جہان کیتے۔
سوکھڑی اتے سوغات لیکھے ہوندن۔ اے اپنڑے ٹکٹ
آپ ہوندن۔ قدرت دے قانون موجب اے وی ایں
دنیا اچ نِی رہندے پر قول دی ہر ہمیش جیندے رہندن
لوک پہنائیں دیاں سندھ سرت۔ ہینڑ، ھپ، اتے
سنگھڑ ہمے آلیاں گالھیں۔ اکھانڑ۔ گفتے اپنڑے جیتے جاگدے
سانجھ سانبھ رکھدن۔ اِنہائیں سیانڑے سنگھڑ بندیں
دیاں لکھتاں بجیوے دی لاٹ آنگے ہوندین جیندا

سو جھلا سیدھا ڈگ لیندے۔ پاندھیں کوں توڑ پچیندے
عام لوکیں دی دِل دی گالھ سُناتیں دی بولی اِچ ہمائیں
دی سمجھ موجب ایں جوڑ بناتے کر ڈیندن جو کوئی وی سُہر
عقلدوں وی ڈی نی وِسار سگدا۔

خواجہ غلام فرید سئیں پہاتیں جگ مشہور بندیں اِچوں ہک ہِن۔ کڈھی کڈھن آکھے "پیر ڈھیں" دے "پیر ڈی" بنڑیے وِدِن۔ خواجہ فرید دے وڈے وڈیرے کون ہِن؟ کتھوں آئے ہِن؟ کیتھاں آئے ہِن؟ کڈاں آئے ہِن؟ کیوں آئے ہِن؟ کیتوں آئے ہِن؟ صدیقی ہِن؟ فاروقی ہِن؟ کر ہجے کیوں سڈویندن؟ ایہے شبھے گالھیں پڑھیے لکھیے لوکیں کیتے لکھن لکھاونڑ۔ کھنب دے کاں بناونڑ تے قول ہک بے کوں سچا کوڑا آکھن اکھواونڑ دی خاطر تاں شئیت نہ ہووِن پر یک لکھے ہِن وت جو۔ اساں جیہا اَن پڑھ جٹ چھوٹ اِی پڑھ تے عیڑا تھی ویندے۔ خواجہ فرید سئیں دے بارے لکھن آلیں کیا کیا لکھ مارے۔ پڑھن پڑھاون تاں ایہیں جاپدے لکھن آلے کوں "اسیڈے خواجے" نال کوئی ازلی ویر ہئی۔ مثال دے طور تے مِرزا غلام احمد

قادیانی کیناہئیں مسئلیں مسلیت بارے خواجہ غلام فریدؒ
تیں بہوں کئی چٹھیاں لکھیاں۔ خواجہ صہیب و لدا
پتھیندے رہ گئے۔ لکھن آلیں لکھ ماریا جو (نعوذباللہ)
خواجہ صیب مرزے ہوریں کوں صحی سمجھدن۔
سوچن سمجھن آلی گالھ اے جو اوں ویلھے تئیں
مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہوون دا ای ہوکا کینھاں
ڈیتا ہا۔

آبادی لیکھے "بنگالیں" دی وَدھلی گِنتری کوں "اسلام"
تے پاکستان دے ناں تے اِتھوں دی آبادی
دے پک مِٹ کرن دی خاطر بناون آلیں
"ون یونٹ" بنایا۔ "ون یونٹ" بنن نال وڈیاں
برکتاں نازل تھیاں۔ ہک برکت ایہہ وی جو لاہور دے
بھائی نگ ایچ ای آئی۔ "مغربی پاکستان کے صوفیا" دے
ناں ہیٹھ ہک کتاب چھپی۔ حضرت بابا فرید گنج شکر
رحمۃ اللہ علیہ اتے خواجہ فریدؒ تئیں کوں "ہک" بنا
گھنوے کون پچھے تے کوں الوار وے؟ حضرت بابا
فرید گنج شکر خواجہ فرید تئیں کنوں چھی سو ستر پنج سو
ورھیاں پہلے تھی گزرے ہِن۔ ایہو جیہاں لکھتاں

رلکھیندیاں رہ گیاں تے چھپدیاں رہ گیاں ۔ خواجہ
صیب دی ذات و صفات تے انہاں دے آپنڑے بارے اِچ
جیہڑا کجھ لکھیندا رہ گیا او تاں ہے سو ہا تے جیہڑی
گواہ انہاں دے "کلام" نال تھئی اے آکھ تے چُپ
چا کر ۔ چھاپنڑ آلے جیویں چھپیندے رہ گین تے گانوڑ
آلے جیویں گھمدے رہ گین روندا اندازہ ایں گالھ کنوں
تھیندے جو پرنس کریم آغا خان امیر بہاولپور مرحوم محمد عباس
خان عباسی کوں دعوت ڈتی اتے آکھیو نے جو تساں
آؤ سہی تاں تساں کوں تساڈے پیر مرشد خواجہ فرید دیں
دا کلام سنڑوا سوں ۔ نواب صیب بہشتی دے آکھنڑ
موجب او رات دا گھٹ کر سنڑدے رہ گے ۔ آغا خان
کجھیا حال ڈیوسنس چنس آئی ہے ؟ ۔ ولدی ڈتو نے تساڈا
تھورا ۔ احسان ہر میں تاں اٹھی تے ونج نہ سگدا ہم
گانونڑ آلیں خواجہ صیب دے کلام کوں آپنڑے لیکھے
وا ہ جو گانوا پا ہوسے انہاں شعر دیں کوں اے علم کینہاں
ہا جو او جیہڑا کجھ گھمدے پئین او نندے معنے کیا ہن تے
صحی تلفظ کیا ہن ؟ میں تاں سنڑ سنڑ تے سکھدا ڈکھدا
رہ گیاں ۔

ویلے ویلے گئن پر ہُن اِی او ہو کجھ تھیندا پے اعتبار نہ
آمدا ہووے تاں "ریڈیو" تے ٹی وی تے کلام فریدؒ سُݨ
گھنو۔ اے سبھے ڳالھیں صحی اِن۔۔ پر ایں ڳالھ کنوں
وی نانہہ مکر سڳدے جو پیر فریدݨ میڈا، تُہاڈا
اساں سبھنائیں سرائیکیں دا "پیر" اے۔ سرائیکی
تے سرائیکیں دی سنڄاݨ اِن۔ نماݨ ایں، خواجہ
اسیڈیں دلیں اِچ وسدے۔ اوندا اسیڈا ساتھ
ساہ ڈا ساتھ اِے. سکھ سہاگ دا سنجوگ ہووے
تاں "سرائیکی" "خواجے دی کافی" لُغارے دی نوبت
شرناں دے شکارے تے ڈھول دی ڈِرنج ڈرنج تے
جھمر پیندے۔ ڈُکھ ڈوہاگ دے ڈینہہ ساڈی پچالی
پے ہووین تاں ایں فریدݨ دی کافی ڈُکھ سے ڳنڑوسے
یا سُݨسے۔ سبھے سُول سبھے ڈکھ۔ سبھے جھیڑے وسار ڈیسے

علامہ اجمل نزاری سئیں دا حکم پیر فریدݨ سئیں
بارے لکھ۔ لکھاں تاں کیا لکھاں؟۔ ایں کنوں آگے
اللہ جاݨے کیا لکھ آیاں؟ نہ وَلا پڑھیم نہ پڑھساں
اردو دا جگ مشہور شاعر غالب وَلی بندہ ہے
شرابی کبابی جوارا ہی ۔۔۔" پر آڈں حضور کریم

صلے اللہ علیہ وسلم دی شان اِچ ہک شعر آکھیے واہ جو آکھیس۔ ایں کنوں اُتے پیا کوئی کیا آکھسے؟

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کہ آں ذات پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

ایویں سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ خواجہ فریدؒ دی شان اِچ فارسی اِچ جیہڑھی نظم لکھی اے۔ اوندے ہک شعر اِچ کا طوفکا ڈِتا اے۔ شاہ صاحب آکھدے

خواجہ مرا داند آں کریم کہ او
ہست اقرب از وریدِ حبلِ ورید

ملفیہ : فوائد فریدیہ ؒ اِچ ودھارے

ترجمہ والی تھی گی 125 صفحے دی۔ فارسی کنوں اردو تے اردو کنوں سرائیکی تھیون تک 26 یا 56 دی کتاب 182 صفحے دی تھی گئی اے جیرھے ویلھے صفحات وچ اتنی زیادہ "برکت" پے گئی ہووے جو کتاب ڈوں۔ چار چھی نہ بلکہ آٹھ گنا کنوں وی ودھ ونجے تاں ایں گال دی ضرورت ودھ ویندی اے جو شروع دے اصل قلمی نسخے کنوں لاتے شائع تھیون والے سارے نسخے یک جا کیتے ونجن تے انہاں ہندا تقابل کیتا ونجے تے سارے ودھارے انج کرڈتے ونجن تے ول اصل وچ اے ڈٹھا ونجے جو اے کتاب خواجہ صاحب دی ہے وی سہی یا کینائیں؟ جیکر اے ثابت تھی ونجے جو اصل کتاب خود خواجہ صاحب دی ہے تاں ول لوکیں کوں اے حق حاصل اے جو او خواجہ صاحب دی شخصیت کوں انہیں دے افکار تے عقائد دے سوجھلے وچ ڈیکھن۔ فریدیات تے کم کرن والے محققین ایں سلسلے وچ آپنی ذمہ داری دا احساس کرن تے کوڑ سچ نکھیڑن۔

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے نام اور کلام کا استحصال

علامہ اجمل مزاری

اساں سوبد مست قلندر ہوں- کڈیں مسجد ہوں کڈیں مندر ہوں
ہوں بیشک عارف چند اساں - کل راز رموز دے دفتر ہوں

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جب آپ سے کوئی پوچھے کہ تو کون ہے- تو کہہ دے کہ میں فلاں ہوں- اور یہ نہ کہہ کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں اور فلاں خاندان سے تعلق رکھتا ہوں-

یعنی اپنے آپ میں اتنی لیاقت اور اہلیت پیدا کر کہ لوگ تجھ کو اپنے نام سے شناخت کر سکیں- اور تجھے اپنے شجرہ نسب کا سہارا نہ لینا پڑے- اور آجکل کے اصطلاح کے مطابق یعنی ایک نمبر مال بن جا- کیونکہ ایک نمبر مال کیلئے مال کا نام ہی کافی ہے- اس کیلئے کسی اور لیبل کی ضرورت نہیں ہوتی-

لیکن دو نمبر مال کیلئے لیبل کی ضرورت پڑتی ہے- اور جب تک دو نمبر مال پر ایک نمبر مال کا لیبل نہ لگایا جائے- وہ بازار میں فروخت نہیں ہوتا اور کھوٹا سکہ کھوٹے سکے کے نام سے نہیں چلتا- اور جب اس کھوٹے سکے پر کھرے سکے کا لیبل لگ جاتا ہے تو پھر چلتا ہے-!

اور آجکل ہر شعبے میں دو نمبر مال، ایک نمبر مال کے لیبل پر چل رہا ہے-

اور اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اس کلجگ کے دور میں ایک نمبر مال نایاب ہے- اور اب نہ ایک نمبر مال کے بنانے والے رہ گئے ہیں- اور نہ ایک نمبر مال کے خریدار موجود ہیں-

جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

بقول حضرت شاہ عبداللطیف رحمتہ اللہ

ویا مور مری ہنجھ نہ رہیو ہکڑو- اپی ڈھنڈھ بھری
کوڑن کا نگیرن ساں

ترجمہ- یعنی مور مر گئے- ہنس باقی نہیں رہے-
قدرتی تالابوں کے کنارے صرف کائیں کائیں کرنے والے جھوٹے کوے رہ گئے ہیں-

اور آجکل پوری دنیا میں دو نمبر مال کا چلن ہے- صرف اشیاء کی منڈیوں میں نہیں بلکہ انسانوں کی "منڈیوں" میں بھی دو نمبر مال چل رہا ہے-!

چنانچہ دنیا بھر کے حکمران حاکم- لیڈر- سیاستدان- مذہبی رہنما اور دانشور (سوائے چند مستثنیات کے) سب دو نمبر ہیں-!

چونکہ ذاتی طور پر ان میں کوئی کمال اور اہلیت نہیں- اس لئے وہ اپنے نام اور کام سے عوام کو متوجہ نہیں کر سکتے- اس لئے اپنے شعبہ کے اکابرین کے افعال و اقوال کا اپنے افعال اور اقوال کے ساتھ انطباق کر کے اپنی دکانیں چلا رہے ہیں اور یہ ایک وسیع موضوع ہے اور پوری دنیا پر محیط ہے- اس لئے ایک مختصر مضمون میں اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا-!

اس وقت صرف اپنے ملک پاکستان پر ایک سرسری نظر ڈال لیتے ہیں- قیام پاکستان کے وقت مخلص اور نمبر ایک قیادت موجود تھی-! حکمران، حاکم، افسر، مشیر، ملازم، سیاستدان، علماء، دانشور اور کارکن سب مخلص تھے- انہوں نے انتہائی افراتفری، بے سامانی اور بے زری کے عالم میں ملکی نظام درست کر لیا تھا-!

اور بے سروسامانی کی حالت میں تمام محکموں میں باقاعدہ کام رواں دواں اور تمام شعبوں میں ترقی کی بنیادیں رکھنے میں کامیاب ہو گئے تھے- اور ابتدائی مخلص قیادت کے بعد جب دو نمبر قیادت نے ان کی جگہ سنبھال لی تو پاکستانی قوم کی بدقسمتی کا آغاز ہو گیا- اور اس دن سے

لیکر آج تک ملک انحطاط اور زوال کا شکار ہے-!

اور پوری نصف صدی سے ہمارے یہ دو نمبر حکمران نہایت ڈھٹائی کے ساتھ علامہ اقبالؒ اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کے نام اور کلام کا استحصال کر رہے ہیں-اور پاکستان کے سابق اور موجود حکمران صرف اس ایک نعرہ کے تحت حکومت کرتے رہے اور کر رہے ہیں-کہ ہم علامہ اقبال اور قائداعظم کے مشن کی تکمیل کیلئے اقتدار میں آئے ہیں-لیکن عملاً اس کے برعکس اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کیلئے اپنے اقتدار کو استعمال کرتے رہتے ہیں-

اور حتمی حقیقت یہ ہے کہ ہر نامعتبر آدمی کو اپنا الو سیدھا کرنے کیلئے کسی معتبر شخصیت کے نام اور کلام کو بطور بیساکھی استعمال کرنا پڑتا ہے-!

اور مدینتہ العلم کے مظہر حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا یہی قول قول فیصل ہے کہ تو خود معتبر (لائق اعتبار) بن جا-اور کسی دوسرے کی معتبری کے حوالے سے معتبر بننے کی کوشش نہ کر کیونکہ ایسی ظلی معتبری لوگوں کی نظروں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور اس سلسلے میں ایک عرب شاعر کا قول ہے-کہ

جب کوئی مجھ سے پوچھتا ہے کہ تو کون ہے-تو میں صرف اپنا نام بتا دیتا ہوں-اور مخاطب مجھے پہچان لیتا ہے کیونکہ مجھے اپنی پہچان کرانے کیلئے کسی اور حوالے دینے کی ضرورت نہیں پڑتی-جس طرح کہ

آفتاب آمد دلیل آفتاب

اوران تمہیدی کلمات کے بعد اب میں اپنے اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہوں- قطب الاقطاب سید السالکین حضرت **خواجہ** غلام فریدرحمتہ اللہ کامل انسان-سراپا روح اور عارف باللہ ولی تھے-فنافی اللہ اور فنافی الرسول کے مراتب ومقامات طے کر چکے تھے-خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت رحمتہ اللعالمین کے مظہر اتم تھے-اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی **رحمتہ اللعالمینی** کا یہ عالم تھا کہ اپنے کٹر دشمن کافروں کیلئے اپنی چادر مبارک بچھا دیتے تھے-

وڈے رحم والا وڈے خلق والا
تلے اپڑیں دشمن دے چادر وچھیندے
نبیؐ وی رحیے علیؓ وی کریے
جو خود اپڑیں قاتل کوں شربت پلیندے

اور اسی صفت کے مظہر کی حیثیت سے حضرت **خواجہ** صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی کافر-مومن-نیک-گناہگار-اپنا-پرایا-دوست-دشمن سب کے ساتھ کریمانہ سلوک فرماتے تھے-اور سب پر برابر مہربان تھے-اور جو بھی ان کے دروازے پر آتا تھا-کسی امتیاز کے بغیر فیض یاب ہوتا تھا-

در سرکار کریم دے جو آیا سوا گھیا
ہر کہ خواہد گو بیا وہر چہ خواہد گو برو
گیر دار و حاجب و درباں دریں درگاہ نیست

چنانچہ قادیانی-وہابی-شیعہ-چکڑالوی-ہندو-سکھ اور عیسائی ہر مذہب وملت کے لوگ آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوتے تھے-!

بقول حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ

ہر کجا ہست چشمہ شیریں - مردم ومرغ مور گرد آیند

اور حضرت **خواجہ** صاحب کی اس بے پایاں رحمت وشفقت کے سلوک سے بعض عیار اور مخصوص نظریہ کے حامل ملفوظات نگاروں نے آپ کی ذات اور اقوال کو غلط انداز میں پیش کر کے اپنے مذعومہ مقاصد کے تکمیل کی سعی لاحاصل کی ہے-اور حضرت **خواجہ** صاحب کے بعض ایسے ملفوظات نگار اور شارحین جن کا تعلق

ناپسندیدہ مسالک سے تھا- انہوں نے حضرت **خواجہ** صاحب کی ذات سے بعض فرضی اور غلط کہانیاں منسوب کر کے اور آپ کے اقوال مبارک کو توڑ مروڑ کر کے کافی غلط فہمیاں پیدا کی ہیں- اور اپنے بزرگوں کی تعریف اور اپنے مسالک کی تائید کے سلسلے میں حضرت **خواجہ** صاحب کے نام اور کلام کا استحصال کیا ہے- سچ ہے بقول حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ

چوں قلم در دست غدارے بود ۔ لاجرم منصور بر دارے بود

چونکہ یہ بحث کافی طویل اور تحقیق طلب ہے- انشاء اللہ آئندہ اس موضوع پر تفصیلی بحث کریں گے- اور یہ حقیقت ثابت کریں گے کہ حضرت **خواجہ** صاحب کی زندگی میں "یار لوگوں" نے آپ کے نام اور کلام کا استحصال شروع کر دیا تھا-!

اور اس وقت ہمارے سامنے اپنا موجودہ دور ہے- جس میں ذاتی اور سیاسی مفادات کیلئے حضرت **خواجہ** صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے نام اور کلام کو بے دریغ استعمال کیا جا رہا ہے-

اور جس طرح قیام پاکستان کی تحریک میں ایک مخصوص ٹولے نے اسلام کے نام کو استعمال کیا تھا- اور پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا نعرہ ایجاد کیا تھا- لیکن حقیقت میں ان کو اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں تھی- اور وہ ایک ایسا خطہ چاہتے تھے- جہاں یہ تمام استحصالی طبقے باری باری حکومت اور لوٹ کھسوٹ کر سکیں- اور روز اول سے لیکر آج تک یہی کچھ ہو رہا ہے-!

ہیں ستارے کچھ نظر آتے ہیں کچھ - دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا

بات سے بات نکلتی دور چلی گئی- ذکر حضرت **خواجہ** صاحب کے نام اور کلام کے سیاسی استحصال کا ہو رہا تھا-!

اور حقیقت یہ ہے کہ آجکل سرائیکی خطہ کے ہمارے لیڈر اور دانشور بھی سیاسی اور ذاتی عزائم کی تکمیل کیلئے حضرت **خواجہ** صاحب کے نام اور ان کے کلام کا بے جا استعمال بلکہ استحصال کر رہے ہیں-! اور اس موقع پر یہ وضاحت ضروری ہے ہم اپنے وسیب کے لیڈروں اور دانشوروں کے مخالف نہیں ہیں- بلکہ ہم ان کے قدردان اور مداح ہیں-

سرائیکی قوم کے حقوق اور تشخص کیلئے ان کی جدوجہد لائق تحسین ہے- اور اپنا حق حاصل کرنے کیلئے جہاد کرنا افضل عبادت ہے- اور سرائیکی صوبہ **سرائیکیوں** کا حق ہے- اور ہمارے جو لیڈر اور دانشور سرائیکی صوبہ کے قیام کیلئے سیاسی یا ادبی میدان میں جنگ لڑ رہے ہیں- حقیقت میں وہ مجاہد اور ہر سرائیکی قوم کیلئے باعث افتخار ہیں- اور قوم کے ہر فرد کو ان کا ساتھ دینا چاہیئے- سرائیکی صوبے کی تحریک ہو یا سرائیکی قوم کے حقوق اور سرائیکی زبان کے تحفظ کی تحریک ہو- ان تحریکوں کو منطقی انجام تک پہنچانا پوری قوم کی ذمہ داری ہے- اور ان تحریکوں کو کامیاب بنانے کا کام دور جدید کے تقاضوں اور اپنے زور بازو سے کرنا چاہیئے-

زور بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے- آج تک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

اور ان مقاصد کے حصول کیلئے ہمارے لیڈروں اور دانشوروں کو اپنی ذات میں اہلیت اور کردار میں پختگی پیدا کرنا چاہیئے- اور خود کو اس قدر معتبر بنانا چاہیئے کہ لوگ ان پر اعتماد اور اعتبار کر سکیں- تاکہ ان کو اپنی بات منوانے کے سلسلے میں کسی اور حوالے کی ضرورت نہ پڑے-!

بیا تا گل برافشانیم مے در ساغر اندازیم

فلک را سقف بشگافیم و طرح نو در اندازیم

اس لئے ہمارے قابل احترام لیڈروں اور دانشوروں کو قطب الاقطاب حضرت **خواجہ** غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کی آفاقی اور ہر قوم ہر مکتب فکر کی محبوب شخصیت کے نام اور ان کے الہامی کلام کے استعمال سے احتراز کرنا چاہیئے-

اور یہ تاثر نہیں دینا چاہیئے - کہ حضرت **خواجہ** صاحب کسی ایک خطے یا کسی ایک قوم کے رہنما تھے - اور ہمارے بعض سرائیکی لیڈر نما دانشوروں کا یہ دعویٰ حقیقتاً درست نہیں - کہ حضرت **خواجہ** صاحب اپنی دھرتی (خطہ پیدائش) کے شاعر اور اپنی قوم (سرائیکی) کے ترجمان تھے - اور انہوں نے اپنی قوم کو سیاسی حقوق حاصل کرنے کیلئے جدو جہد کا پیغام دیا ہے - وغیرہ وغیرہ

اور ان مزعومات کا ایک مصرعہ میں توجواب یہ ہے کہ

سخن شناس نۂ دلبرا خطاایں جاست

اور بات یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت **خواجہ** صاحب کے صرف الفاظ کو اصل مفہوم سجھ بیٹھے ہیں اور اس کے حقیقی معنی سے ناآشنا ہیں - اور وہ **خواجہ** صاحب کے کلام کے تشریح کے سلسلے میں جن محققین کے حوالے دیتے ہیں - وہ سب ظاہری لفظوں کے عالم تھے اور ان میں ایک بھی حقیقت - معرفت - تصوف اور علم لدنی سے بہرہ وار نہیں تھا - اور عارفوں کے کلام کی شرح صرف عارف کر سکتے ہیں - جیساکہ مثنوی شریف کی شرحیں حضرت مولانا جامیؒ - حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ جیسے عارفین وسالکین نے لکھی ہیں -

اور بدقسمتی سے حضرت **خواجہ** صاحبؒ کے کلام کے شارحین تو ظاہری الفاظ کے معنی بھی غلط کر گئے ہیں - (اس سلسلے میں عالم فاضل اور سالک حضرت قیس فریدی کا تحقیقی مضمون عنقریب شائع کیا جائیگا اور اس موضوع پر ان کا ایک مضمون اس شمارہ میں بھی شامل ہے)

چونکہ حضرت **خواجہ** صاحب کے کلام کے یہ "محققین" اور شارحین کچھ سرکاری ملازم تھے اور کچھ مکتبی ملا - ؟

اس لئے حضرت **خواجہ** صاحب کے الہامی کلام کی تفسیر و تشریح ان کے بس کی بات نہیں تھی اور انہوں نے اپنے فکر کے مطابق ترجمے اور تشریحات کی ہیں -

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

اور ان کو یہ خبر نہیں تھی کہ اولیاء اور عرفا کی باتیں عام باتیں نہیں ہوتیں - بلکہ آیات الٰہی ہوتی ہیں - اور ان کی باتوں کے معنی تک سطحی سوچ اور علم رکھنے والوں کی رسائی نہیں ہوتی -

بادہ جام محبت مے چکد از جام دل

وائے بر شیخے کہ زیں میخانہ بادہ خوار نیست

اولیاء کی بولی اور عام لوگوں کی بولی میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے - اور گفتہ اولیاء کے بارے میں حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں -

گفتن او گفتن اللہ بود - گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور ہمارے سیاسی دانشور صاحبان بھی ظاہر بینی کے سبب حضرت **خواجہ** صاحب کے قد کو اپنے قد سے ناپ رہے ہیں - اور ان کے عرفانی کلام کی تطبیق بھی عام شعراء کے کلام سے کر رہے ہیں -!

اور جن مسائل اور مطالبات کے سلسلے میں حضرت **خواجہ** صاحب کے نام اور کلام کے حوالے دیکر خود ساختہ مطالب اخذ کرتے ہیں - درحقیقت حضرت **خواجہ** صاحبؒ کے پیش نظر یہ محدود مفادات اور مادی مسائل کبھی نہیں رہے - اور آپ ان چیزوں سے بلند اور برتر تھے - حقیقت میں حضرت **خواجہ** صاحب دھرتی کے نہیں بلکہ آسمانی اور آفاقی شاعر تھے - اور آپ ایک مخصوص خطے کے نہیں بلکہ پوری دنیا کے ترجمان تھے - اور آپ ایک قوم کے نہیں بلکہ تمام اقوام کے رہنما تھے -

اور آپ ایک مذہبی گروہ یا کسی ایک فرقے کے نہیں بلکہ تمام مذاہب والوں کے رہبر و مصلح تھے - چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ

اساں سوہد مست قلندر ہوں - کڈیں مسجد ہوں کڈیں مندر ہوں
ہوں او قلاش تے رند اساں - پئی نودی ہند سندھ اساں
ہوں بیشک عارف چند اساں - کل راز رموز دے دفتر ہوں

اور حضرت **خواجہ** صاحب کا مذہب عشق تھا - اور آپ کا دین وایمان بھی عشق تھا اور آپ عشق کے داعی تھے - اور عشق کا کوئی مذہب نہیں - عشق کا کوئی مخصوص وطن نہیں - عشق کی کوئی زبان نہیں - عشق کی کوئی قوم نہیں - اور عشق کا کوئی حدود اربعہ نہیں - عشق لاامکان ولا محدود ہے - اور جس طرح عشق لا محدود ہے اسی طرح عاشق بھی لا محدود ہے - اس لئے عاشق کی نظر میں دنیا اور عقبیٰ کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی -

دنیا شکار گاہ سگان ماست - عقبیٰ چراگاہ خران ماست

جنیں جنت دی ڈیندی لالچ اوں وچ مول نہ وڑساں
جنیں دوزخ دے ڈیندی ڈر کے اوں وچ مول نہ سڑساں
سچل ڈینھ قیامت دے میں آپ خدا بن کھڑساں

حقیقت میں جس طرح عشق لافانی ہے - اس طرح عاشق بھی لافانی ہے - اور جس طرح عشق کی دنیا الگ ہے - اس طرح عشاق کی دنیا بھی الگ ہے -

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

چونکہ یہ موضوع دقیق اور تشریح طلب ہے - اس لئے چند مزید نکات پیش کئے جا رہے ہیں -!

حقیقت میں دیکھا جائے تو ہر چیز کی دو جہتیں ہوتی ہیں ایک ظاہر اور ایک باطن، ظاہر لباس کی طرح ہے اور باطن جسم کی طرح -!

اس لئے ظاہر ناقابل اعتبار اور ناپائیدار ہے - اور اصل چیز باطن ہے - اور ظاہر بین لوگ اس لئے گمراہ ہو جاتے ہیں - کہ وہ ظاہر کو اصل چیز سمجھ کر اپنی رائے قائم کر لیتے ہیں - اور صاحب بصیرت لوگ ظاہر پر نہیں بلکہ باطن پر یقین رکھتے ہیں - اور وہ باطن کا ادراک حاصل کر کے **حق الیقین** کے مقام پر فائز ہو جاتے ہیں -!

اور معمولی غور و فکر سے بھی یہ نکتہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ زمین پر پیدا ہونے والے پھل، پھول اور میوہ جات ہمارے سامنے کی چیزیں ہیں اور ان کا بھی ظاہر اور باطن ہے - چنانچہ ان سب کے اوپر پوست اور چھلکا ہوتا ہے - پھل اور پھول کا اصل جوہر چھلکے یا پوست کے اندر ہوتا ہے اور جو ظاہر بین آدمی ان کے پوست اور چھلکے کو اصل جوہر سمجھ کر کھانا شروع کر دیگا وہ ان کے اصل جوہر کی لذت سے محروم رہے گا - اور وہ یہی سمجھے گا کہ یہ سخت، بدمزہ اور کڑوی چیزیں ہیں - اور ان میں کوئی مٹھاس اور غذائیت نہیں ہے - اس لئے وہ ان کی برائی کرتا پھرے گا - حالانکہ یہ ان پھلوں پھولوں کا قصور نہیں ہوتا بلکہ اس کے عقل کا قصور ہوتا ہے - اور حقیقت میں ان سے وہ شخص لذت یاب ہوگا - جو چھلکے اور پوست کو الگ کر کے اصل جوہر تک رسائی حاصل کریگا -

اور اس طرح سیپ میں موتی اور پتھروں میں لعل و گوہر اور ہیرے ہوتے ہیں مگر جوہری کے علاوہ کوئی اور آدمی ان کی شناخت نہیں کر سکتا -!

اور اس طرح ہر چیز کی قدر و قیمت کا انحصار ظاہری صورت پر نہیں بلکہ باطنی جوہر پر ہے - اور انسان کے مقام و مرتبہ کا انحصار بھی ان کے گوشت، پوست اور جسم پر نہیں بلکہ اس کی روح پر ہے - جو اس جسم میں پوشیدہ ہے -!

اور اس طرح ہر کلام کی عظمت اور حقیقت بھی اس کے معنی میں مضمر ہے جو ظاہری لفظوں میں پوشیدہ ہے -!

حقیقت میں انسانوں کی بھی دو قسمیں ہیں - ایک سراپا بدن اور ایک

سراپاروح یعنی ایک سراپاپوست و چھلکا-اور ایک سراپا جوہر-!

چنانچہ عام انسان وہ ہیں جنھوں نے روح کو فنا کر کے بدن کو موٹا تازہ اور فربہ بنالیاہے اور سراپابدن بن گئے ہیں اس لئے ان کی دنیا بھی بدن کی دنیا تک محدود ہوتی ہے-اور وہ زمین کے جس خطے میں پیدا ہوتے ہیں-اس کو اپناوطن اور جس قوم میں آنکھ کھولتے ہیں، اس قوم کو اپنی قوم اور اس قوم کی بولی کو اپنی بولی سمجھتے ہیں اور ان ہی تین عناصر کو وہ حاصل زندگی گردانتے ہیں-اور کنوئیں کے مینڈک کی طرح ان تین عنصر سے تعمیر شدہ کنوئیں میں محصور ہو کر رہ جاتے ہیں-

اور خاص انسان وہ ہیں-جو ظاہری بدن کو ریاضت کی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دیتے ہیں-اور نفس امارہ کو بھوک-بے آرامی-بے خوابی اور قسم قسم کے رگڑے دیکر اپنا تابع فرمان بنالیتے ہیں بقول حضرت **خواجہ** صاحبؒ-

امارہ نفس عنیدوے-کر صلح تھیم مریدوے

اور اس طرح خاص لوگ اپنے بدن کو فنا کر کے سراپاروح بن جاتے ہیں اور روح امر ربی ہے-اور لامحدود قوتوں کا منبع ہے-اور روح کی دنیا بھی لامحدود ہوتی ہے-اور روح تو دونوں جہانوں پر بھی اکتفا نہیں کرتی بلکہ ہر وقت ایک نئے جہان کی تلاش میں رہتی ہے-اور روح کے نزدیک اس آب و گل کی دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہے-اور اس کیلئے یہ دنیا ایک قید خانہ ہے-اس لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ الدنیا سجن اللمومنین یعنی یہ دنیا مومنین کیلئے قید خانہ ہے-!

اور ہم سراپابدن لوگ جس سرزمین کو اپناوطن سمجھتے ہیں-سراپاروح لوگ تو اس سرزمین کو ایک بیگانہ وطن سمجھتے ہیں-چنانچہ حضرت **خواجہ** صاحب فرماتے ہیں کہ

وطن بیگانے دل نہیں آوناں - یاد کیتم دلدار

پاروں ڈسدی جھوک سجن دی-کیوں رہساں اروار

اور جو لوگ سراپاروح بن جاتے ہیں تو پوری دنیا (دونوں جہان) ان کی دنیا ہوتی ہے-اور ایک مخصوص خطہ کیا چیز ہے-وہ تو پوری دنیا میں بھی تنگی محسوس کرتے ہیں-بقول حضرت مولاناروم-

انبیاء را تنگ آمد ایں جہاں

زیں سبب رفتند سوئے لامکاں

قطعی اور فیصلہ کن بات یہ ہے کہ حضرت **خواجہ** غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ سراپاروح تھے اور وہ اس مادی دنیا کے نہیں بلکہ روحانی دنیا کے پیامبر تھے-

اور حضرت **خواجہ** صاحب نے اپنے کلام میں یہ پیغام دیا ہے کہ اے انسان اس فانی وطن سے قطع تعلق کر کے روحانی وطن کی طرف سفر کر-!

اور یہ فانی وطن ایک بیگانہ وطن ہے-اور تیرا حقیقی وطن وہ ہے جس وطن سے تو آیا ہے-اور حقیقت میں سزا کے طور پر تجھے اس وطن میں قید کیا گیا ہے-اور تو اس قید سے رہائی حاصل کر کے اپنے اصل وطن کی طرف جانے کی تیاری کر-!

یہ فانی وطن تو آفات-بلیات-مکروہات-صدمات-مموں-راخسوں-ڈائنوں-چڑیلوں-بیماریوں-سانپوں شر و فسادات اور غم و آلام کا گھر ہے-!

اور یہاں قدم قدم پر اندھے کنوئیں اور خطرناک گڑھے ہیں-اور جس وطن سے تو آیا ہے وہ وطن نہایت لطیف-نفیس اور ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہے-اور وہاں ہر طرف نعمتیں ہی نعمتیں ہیں-اور نور ہی نور ہے-اور سب سے بڑھ کر یہ مژدہ ہے کہ وہاں محبوب کا دیدار نصیب ہوتا ہے-!

اور عدم سے وجود میں آنے کا ہمارا مقصد ہی صرف دیدار ہے-

مطلب ہی دید اررات ڈیہاں ہنڑ ہنڑوے

اور حب وطن سے مراد ہی اس اصل وطن کی محبت ہے

اور حقیقی وطن کی محبت ہی جزو ایمان ہے

اور حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری شکل وصورت اور نشست وبر خواست کو دیکھ کر ان کو بھی ایک عام پیر اور ایک روایتی شاعر سمجھ بیٹھنا اور ان کے آفاقی کلام کی باطنی معنویت کو نظر انداز کر کے ظاہری الفاظ کے مطابق تشریح کرنا صریح بے ادبی ہے-!

اور آخر میں اس موضوع کے اختتام پر عارف باللہ سر تاج السالکین غواص بحر حقیقت حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمایئے-(چند اشعار از مثنوی مولانا رومؒ)

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر -گرچہ باشد در نوشتن شیر ،شیر

(ترجمہ) پاک لوگوں کے افعال کو اپنے اوپر قیاس نہ کر-اگرچہ لکھنے میں شیر (جنگل کا بادشاہ) اور شیر (دودھ) کی صورت خطی ایک جیسی ہوتی ہے-

شیر آں باشد مرد اور اخورد-شیر آں باشد مردم را در د

(ترجمہ) شیر (دودھ) تو وہ ہے جس کو انسان پیتا ہے-اور شیر وہ ہے جو انسانوں کو چیر پھاڑ ڈالتا ہے-

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد-کم کسے زابدال حق آگاہ شد

(ترجمہ) اس وجہ سے پورا عالم گمراہ ہو گیا-کہ بہت کم لوگ ابدال "اولیاء اللہ" کی شان اور مقام سے واقف ہیں-!

اشقیاء را دیدہ بینا نبود-نیک وبد در دیدہ شاں یکساں نمود

(ترجمہ) بدبختوں کی آنکھ دیکھنے والی نہیں تھی-اور ان کی آنکھ کو اچھا اور برا ایک جیسا نظر آتا تھا-

آنکھ والا تیری جوبھن کا تماشہ دیکھے-دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ہمسری با انبیاء بر داشتند-اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

(ترجمہ) چونکہ ان کی آنکھ دیکھنے والی نہیں تھی-اس لئے انہوں نے نبیوں کے ساتھ برابری کا دعویٰ کر دیا-اور اولیاء کو اپنے جیسا سمجھ لیا-!

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر-ما و ایشاں بستہ خوابیم و خور

(ترجمہ) اور یہ کہا کہ ہم بھی انسان ہیں-اور وہ بھی انسان ہیں-اور وہ بھی ہماری طرح سوتے اور کھاتے پیتے ہیں-!

ایں نہ دانستند ایشاں از عمیٰ-ہست فرقے در میاں بے منتہی

(ترجمہ) اور اپنے اندھے پن سے وہ یہ نہ سمجھے کہ ہم عام انسانوں میں اور ان اولیاء اللہ میں بے انتہا فرق ہے-!

اور اس سے آگے حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ نے کافی طویل دلیلیں دیکر معترضین کے اعتراضات کو رد کیا ہے-فرمایا کہ ظاہری افعال اور ظاہری مشابہت کی کوئی حیثیت نہیں ہے-جیسا کہ بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پودے سے رس چوستے ہیں-اور ایک میں زہر یلا ڈنگ اور دوسرے میں میٹھا شہد پیدا ہوتا ہے-اور دونوں قسم کے ہرن ایک ہی چراگاہ میں چرتے ہیں-ایک میں مینگنیاں اور ایک میں خوشبودار مشک (عطر) پیدا ہوتا ہے-!

کماد اور نے (کانہ-سرکنڈا) کا تعلق ایک ہی جنس سے ہے-اور دونوں ایک ہی نہر سے سیراب ہوتے ہیں-لیکن ایک خالی رہتا ہے اور ایک شکر سے پر ہو جاتا ہے-!

چنانچہ ظاہری شکل وصورت اور ظاہری افعال کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے ولیوں اور عام انسانوں کو ایک جیسا سمجھنا اور ان کے اقوال کو ایک ہی سطح کا اقوال سمجھنا عظیم گمراہی ہے-!

گر فرق مراتب نہ کنی زندیق یست

حکیم غلام غوث نواں کوٹی

لکھت: مجاہد جتوئی

شاہ لطیف بھٹائی سئیں ہک وائی وچ اہدن ''پکھی تاں سارے سوہنے ہوندن پر ہر پکھی ہنجھ (ہنس) تے مور نئیں ہوندا'' بندے سارے ٹھیک ہوندن پر ''کہیں کہیں ماٹھوں منجھ اچے بو بہاری، جی کہیں کہیں بندے وچوں بہار دے ہبکارامدن''

ایویں اڑ دودا ہک شعراے

مت سہل انہیں سمجھو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

یا جیویں علامہ اقبال آکھیا جو نرگس ہزاروں سال روندی اے تے پچھے چمن وچ دیدہ ور جمدے۔ ایجھے لوک کون ہوندن؟ کیا انہیں دے اٹھ ہتھ۔ چھی پیر تے چار اکھیں ہوندین؟ کیا او اسمان توں تارے لہا امدن؟ کیا او دریا الٹے چلا ڈیندن؟ کیا او سمندر رسکا ڈیندن؟ کیا کریندن؟

عظیم لوک ناں تاں دریا الٹے چلیندن۔ ناں سمندر سکیندن۔ ناں تارے تر ڑیندن تے ناں وت انہاں دے اٹھ ہتھ۔ چھی پیر تے چار اکھیں ہوندین۔ بس ہک گال ہوندی اے جو آپنے او انسان دوست ہوندن تے اپنے کسب، فن تے علم کوں چھڑا پیٹ بھرن دا ذریعہ نی بٹیندے او انسان دوست ہوندن ایجھے ہک لکھیڑ ے بندے داناں ہا۔ حکیم غلام غوث نواں کوٹی۔

حکیم صاحب آپنے وقت دے چنگے حکیم ای ناں ہن بلکہ بہترین ادیب، دانشور، شاعر، انشاء پرداز تے لاجواب تاریخ گو ہن۔ حکیم صاحب ہک انسان دوست تے سچے کھرے انسان ہن انہاں دی زندگی ہر طرح دے ڈنگ فریب تے کوڑ پیال کنوں پاک صاف ہئی۔ حکمت دا علم انہاں د پیو ڈاڈے کنوں انہاں دے گھر وچ ہا حکمت دے فن وچ قابلیت دی وجہ نال اور یاست خیر پور دے شاہی طبیب مقرر تھے ہن ادب دوستی دی وجہ نال آپنے وقت دے منیے پر منیے مہاندرا ے ادیبیں تے شاعریں مولانا ابوالکلام آزاد۔ حکیم محمد اجمل دہلوی۔ سید سلیمان ندوی وغیرہ نال انہاں دے تعلقات ہن۔ انہاں شخصیات دے ویہارے خطیں دے حکیم صاحب دے ریکارڈ وچ محفوظ ہن۔ (حکیم غلام غوث صاحب دی ہک ڈاڈھی چنگی عادت اے ہئی جو او آپنے ریکارڈ کوں ہمیشہ ہتھیکا رکھیندے ہن کئی نکاوڈا کاغذ پترا۔ ڈے گھن دیاں رسیداں۔ چھٹی چپاٹھی ہر شے سانبھ رکھیندے ہن تے ہر گال لکھ سٹیندے ہن۔ انہاں دا سارا ریکارڈ اج وی ڈاڈھی محفوظ حالت وچ انہاں دے پوترے حکیم فضل حسین فریدی صاحب کنے ہتھیکا ھِ۔ اے مضمون اساں خود حکیم صاحب دی ہتھ لکھی کتاب دی مدد نال لکھدے پیوں جیرھی اساں کوں حکیم فضل حسین فریدی صاحب ڈکھالی کتنے وڈے کھ دی گال اے جو لوک اج ابوالکلام آزاد۔ حکیم اجمل دہلوی تے سید سلیمان ندوی کوں تاں جانڑن تے خود ایسے لوک جیندے علم فضل دی بھل بھل کریندے ہن انہاں توں بھل گن۔

اج اساکوں ڈساں پوندا اے جو حکیم غلام غوث صہیب 1294 ہجری 1877 عیسوی کوں حکیم احمد بخش دے گھر نواں

کوٹ ضلع خان پور (خانپور اوں ویلھے ضلع ہوندا ہا) وچ جمئے
منڈھلی تعلیم انہاں عربی فارسی وچ آپنے والد صاحب کنوں
گھدی۔ مطالعے دے شوق دا اے حال ہا جو لکھن "غربت دی
وجہ نال جیکر ڈیوے دا تیل ناں ہوندا ہا تاں میں ڈبہہ کوں لکڑیں
چن رکھدا ہم تے رات کوں انہیں کوں بال تے سوجھلے وچ
مطالعہ کریندا ہم" (ترجمہ)

حکیم صہیب اردو، فارسی تے عربی تے بہترین لکھاری ہن۔
حکمت وچ انہاں ہک کتاب "طب النبوی" دے ناں نال لکھی
جیرھی شائع وی تھئی۔ ایندے علاوہ انہاں جیرھے ویلھے ڈٹھا جو
قاضی حضرات نکاح۔ حلالے تے تن بخشی دے معاملات وچ
دین کوں مذاق بنئی کھڑن تاں انہاں ریاست دے حکام کوں ایں
پاسے توجہ ڈیوائی حکومت دی طرفوں انہاں کو عہدہ پیش کیتا گیا
جیرھا انہاں قبول ناں کیتا ہک کتاب "رسالہ برائی اصلاح
قاضیاں" مرتب کر تے حکومت کوں ڈتی جیندے سوجھلے وچ
قاضیں دی اصلاح کیتی گئی۔

حکیم غلام غوث علم، عبادت تے عبرت سانگے ڈھیر سفر کیتے۔
عراق۔ ایران۔ عربستان۔ ہند۔ سندھ لتاڑ ماریونے۔ آپنی ہتھ
لکھی کتاب وچ انہاں اتھوں دے ڈھیر سارے حالات تے
عجیب غریب واقعات درج کر چھوڑین۔ تونیں جو حکیم صہیب اج
کنوں تقریباً سوسوا سال پہلے دی شخصیت ہن پر عورتیں دے
حقوق دے حوالے نال وڈے روشن خیال ہن او لکھدن "میڈے
زمانے وچ لوک عورتیں نال ڈاڈھا برا سلوک پے کریندن جیویں
ہندو لوک دھی کو جائیداد وچ حق نی ڈیندے ایہو طریقہ مسلمانیں
وی پکڑ گھدے بلکہ ڈھیر سارے بدبخت تاں منڈھوں دھییں دی
شادی ای نی کریندے جو متاں جائیداد وچوں بھانگا ڈیونا پوندا
ہووے" (ترجمہ)

ایں ظالمانہ رسم دے خلاف جہاد سب کنوں پہلے
انہاں اپنے گھروں شروع کیتا تے شرع دے مطابق عورتیں دا
حق ثابت کرن سانگے اپنی گھر والی دی جائیداد اوندے پیو ما
کنوں طلب کیتی رواج مطابق انہاں انکار کیتا تاں انہاں مقدمہ
کر ڈتا تونیں جو مقدمے دے نتیجے وچ حاصل تھیون والی جائیداد
دی قیمت مقدمے دے خرچے کنوں وی گھٹ ہئی پر انہاں آکھیا
"اصل مسئلہ جائیداد حاصل کرن نی بلکہ حق ثابت کرن ہا"
ایویں انہاں اپنی بالڑی دی شادی ہک بالکل غریب بندے نال
کر ڈتی رواج مطابق کجھ منگن دے بجائے جو انترے کو سارا کجھ
گھروں ڈتا۔

حکیم غلام غوث صہیب دے ریکارڈ وچ نوابیں۔
راجیں۔ مہاراجیں۔ وزیریں۔ مشیریں۔ مخدومیں دے خطیں دا
ذخیرہ موجود ہے جنہیں انہاں حکیم صہیب نال علاج سانگے
رابطہ کیتا۔

آپنی ہتھ لکھی کتاب دے شروع دے کئی پنے انہاں
عربی۔ فارسی تے اردو دے اقوال تے محاوریں سانگے وقف
کیتن۔ کتاب اوں کاغذ تے لکھی گئی اے جیرھا کاغذ جیل خانے
وچ بنڑا ہا جیندا اسائز ساڈھے چار انچ چوڑائی تے ڈاہ انچ لمبائی
والا ہے صفحہ نمبر 19 کنوں حالات زندگی شروع تھیندن۔ پہلا صفحہ
نمبر 68 تے مکدے ڈوجھا صفحہ نمبر 69 کنوں شروع تھی تے صفحہ
79 تے مکدے اوندے بعد وی صفحہ 85 تک انہاں دے
حالات زندگی ہن تے اگوں دے اٹھ ڈاہ ورقیں تے انہاں دی
مالی معاملات دی لکھ پڑھ تھئی کھڑی اے۔ صفحہ نمبر 14 تے حکیم
صاحب اپنے ڈوں رشتے داریں۔ دُرّ دتے فیصلے دے خلاف
ہک سرائیکی نظم لکھی اے جنہیں دے وچ ہک سرائیکی محاورے
کنوں ابجد دی تاریخ کڈھی اے۔ محاورہ اے ہِ چار ڈیہناڑے
چیتر دے۔ کڈے بکر وال۔ تاریخ بندی اے 1344 ہجری۔
کتاب وچ حکیم صہیب دے عقائد۔ شاعری۔ واقعات زندگی۔

حالات زمانہ۔ خاندانی شجرہ وغیرہ شامل ہن۔

آپنے شجرے والے حصے وچ لکھدن "ہن تاں اساں ارائیں قوم وچ ایویں رل گیوں جیویں کھنڈ پانی وچ گھل ویندی اے پر اساڈا تعلق اصل حضرت انس بن مالکؓ دے خاندان نال ھے" ہر عظیم بندے وانگے حکیم صہیب وچ بے حد جھک نوائی ہئی آپنے بارے لکھدن "میکوں اپنی حالت تے بہوں افسوس اے جو نیک اعمال کنوں میڈا دامن بالکل خالی اے۔ زندگی دی چادر دا کئی حصہ داغ کنوں خالی کئنی۔ میڈے گناہیں دا اے حال اے جو جیکر میڈے گناہ زمین تے کھنڈا ریئے ونجن تاں زمین دی کئی چنڈھ خالی ناں رہسے۔

کتاب دا ڈوجھا حصہ انہاں 1340 ہجری وچ ختم کیتا تے صفحہ نمبر 80-81 1341 صفر دے مہینے وچ لکھیا۔ حکیم غلام غوث صہیب خواجہ غلام فریدؒ دے دست بیعت ہن۔ خالص سنی عقیدہ رکھدے ہن پر بدعت تے شرک والے اعمال کنوں نفرت کریندے ہن۔ ایندے باوجود اکھ پھرکن۔ ہتھ وچ خرسی تھیون وغیرہ تے دی اعتقاد رکھیندے ہن کتاب دے شروع دے پنے تے انہیں "ستی" (ہندویں وچ پئے دے مرن تے ذال دا اوندی چتا نال سڑ مرن" دے خلاف لکھیے تے نال ای آپنیں اکھیں ڈٹھا واقعہ وی لکھے نے جو "راجپوتانہ وچ میں ڈٹھم جو شاہی خاندان دا کئی بندہ مویا تاں اوندی چتا صندل تے عود دیں خوشبو دار لکڑیں نال تیار کیتی گئی میت دے نال ڈوں نازک نازو۔ پریں وانگوں ڈوں عورتاں وی ہن۔ جنہاں کوں ریشمی کپڑے پاتے ہوئے ہن۔ ہک تریمت مڑدے دی سراندی بیٹھی تے ڈوجھی بواندی۔

چتا کوں بھالا ڈتی گئی ہک تریمت دھاڑ گھوڑا کیتا تے ڈوجھی چپ چپاتی سڑ موئی ایں دوران لوک اچی اواز نال کجھ پڑھدے تے نعرے مریندے رہ گے تے بندوقاں شندوقاں وی چلایو نے تاں جو سڑ مرن والیں نمانیں دی دھاڑ پٹ لوکیں دے کنیں ناں پووے (ترجمہ) حکیم صہیب لکھدن "اے منظر میں زندگی بھر نہ بھلا سکیا تے میکوں ہوں ویلھے ایویں لگا ہا جیویں ساری دنیا بربیابان تھی گئی ہووے"

صفحہ نمبر 15 کنوں نمبر 18 تک انہاں کہیں مولوی عبدالعزیز دے ہک عربی رسالے دا ترجمہ لکھیے جیں وچ ڈسیا گے جو کتھاں خرسی تھیوے تاں اوندا کیا مطلب اے۔

چھیکڑ وچ اساں ڈسن چاہندوں جو شاعری۔ انشا پردازی تے حکمت دے علاوہ جیرھے فن وچ حکیم صاحب طاق ہن او ہا فن تاریخ کڈھن ہا تاریخ کڈھن والیں نال انہاں رابطہ ہوندا ہا او تاریخ کڈھاون سانگے انہاں کوں لکھدے ہن تے اے انہاں کوں لکھدے ہن۔ جیرھے ویلھے حکیم غلام غوث صہیب دے گھر بال جایا تاں انہاں سارے دوستیں کوں بال جاون دے سال 1329 دیاں تاریخاں آکھن سانگے لکھیا تے دوستیں دی یاری داماں رکھیا خود آپ انہاں تاریخ کڈھی

دردغم رفت از غلام غوث 1329 ۔ نبیرہ حکیم احمد بخش پیدا ہوا 1329 مولوی عبدالرحمٰن رکن مجلس العلماء بھوپال تاریخ ایں آکھی۔ طوبیٰ لثمرہ قلب 1329 ہئی آکھیو نے لقد جلا ناظری" 1329 ضرورت ایں گال دی ھے جو سرائیکستان دیں اِنجھیں شخصیات تے مزید تحقیقی کم کیتا ونجے تے انہاں کوں نصاب وچ شامل کیتا ونجے۔

حضرت خواجہ فرید رحمت اللہ علیہ سراپا شفقت و رحمت

لکھت: حضرت مولانا نذیر الحق خان بلوچ

ہے پیر فریدؒ دی ریت عجب ☆ ہے درد تے سوز دی گیت عجب
سن سمجھو سارے اہل صفا ☆ سبحان اللہ سبحان اللہ

1- شہر احمد پور شرقیہ دے مولوی احمد بخش صاحب جو اہل حدیث ہن۔ عرف عام وچ جنہیں کوں وہابی سڈیا ویندے۔ عوام الناس ءِ وچ وہابی ہک قابل نفرت لفظ! مشہور گالہے جو کوئی آکھے ہا جانہ کراڑ وہابی تھی گے تاں لوک اوں کنوں سودا نہ گھندے ہن۔ مولوی احمد بخش، صاحب دی وہابیت دی شکایت نواب صاحب تائیں پُگی تاں نواب صاحب اونکوں احمد پور کنوں لڈا چھوڑیا! مولوی احمد بخش، چاچڑاں شریف آتے حضرت خواجہ غلام فریدؒ کنیں دانہیں تھیا۔ خواجہ صاحب اوں کوں چاچڑاں شریف ءِ وچ ٹکایا تے جڈاں نواب صاحب اپنیں پیر خواجہ صاحب دی خدمت ءِ وچ چاچڑاں شریف آئن تاں۔ نماز دے وقت حضرت خواجہ صاحب۔ مولوی احمد بخش صاحب کوں امامت کیتے مصلّٰی تے کھڑا کر ڈتے۔ حضرت خواجہ صاحب خود وی اتے نواب صاحب انہاندی امامت ءِ وچ نماز ادا کیتی۔ نواب صاحب ایں گالھ تے حیران تھی ن جو میں جئیں وہابی مولوی کوں شہر بدر کیتے۔ میڈے مرشد اوں کو امام بنائی کھڑن نواب صاحب کو ساری حقیقت سمجھ آ گی۔ تے اپنی غلطی تے نادم تھی تے خواجہ صاحب کوں عرض کیتونے جو میں مولوی صاحب اپنیں نال گھن ویساں تے اگیتے مذہب دی بنیاد تے کہیں کنوں نفرت نہ کریساں۔ اتے نہ کہیں آدمی نال امتیازی سلوک کریساں! ایں حکمت عملی نال خواجہ صاحب مولوی احمد بخش صاحب دا مسئلہ حل کر ڈتا۔

2- حضرت خواجہؒ صاحب تمام نمازاں جماعت نال مسجد شریف ءِ وچ پڑھدے ہن اتے آپ دے عقیدت مند پہلی صف ءِ وچ امام صاحب دے سجے پاسے ڈوں آپ کیتے جاء نماز وچھا چھوڑیندے ہن۔ ہمیشہ آپ ہوں مخصوص جاء نماز اتے کھڑ تے نماز ادا کریندے ہن۔ ہک دفعہ ہک غیر مقلد (وہابی) مولوی آتے خواجہؒ صاحب دی مخصوص جاء نماز تے کھڑتے نماز دی نیت کر گھدی۔ حضرت خواجہ صاحب انہاں دے نال کھڑتے نماز ادا کیتی۔ خواجہ صاحب دے مریدیں کوں غیر مقلد مولوی دی اے حرکت پسند نہ آئی۔ سارے جماعتی کاوڑ دی نظریں نال اوں ڈے ڈیکھن پے گن۔ پر خواجہ صاحب اشارے نال مریدیں کوں گڑبڑ کنوں روک ڈتا۔ اتے اوں مولوی کو اپنیں نال حجرے ءِ وچ گھن گن۔ تے حضرت خواجہ صاحبؒ مہمان خانے دے انچارج کوسڈ تے ہدایت کیتونے جو میڈے حجرے نال مولوی صاحب دی رہائش دا انتظام کرو تے اوں کو صبوں شام بہترین کھانا ڈیو۔ تے ایندے آرام دا خاص خیال رکھو تے ہر ٹِلیؒ ینکوں نویں پوشاک پوا اتے گھوڑی تے چاڑھ تے دریا دے کنارے نال سیر کراوَ۔ پندھراں ڈینہہ مولوی صاحب ٹکیا پیا رہگئے۔ ایویں پے الول کیتیں نس۔ اتے پندھراں ڈینہہ دے بعد مولوی صاحب موکلائے۔ تاں گھوڑی تے خانپور ٹیشن تے پچوائے نیں۔ ٹیشن ماسٹر خواجہ صاحب دا

مرید ہا۔ آپ انہیں ڈے لکھے جوایں کو اپنیں شہر دا ٹکٹ وی ڈیڈیو تے سورو پیہ روک خرچی وی ڈے چھوڑ ویس۔ ٹیشن ماسٹر صاحب فرمان تے عمل کرتے اوں کو عزت نال رخصت کیتیس۔ ویندیں وقت مولوی صاحب آ کھیا خواجہ صاحب دے بارے ءِ چ جو کجھ سنڈے ہاسے آپ اوں کنوں ودھ نظر آ ئن۔

3- حضرت خواجہؒ صاحب ہک ڈینہہ کتائیں تشریف گھن گن۔ واپس آ ئن تاں ڈھونے جو ہک مولوی بدھا بیٹھے۔ مار کے چھنڈ پھوک کرتے بدھ بلھائے۔ آپ دے پچھن تے مریدیں ڈسائے جوایے ملاں بزرگیں دی قبریں کوں سوٹیاں پیا مریندا ہا ہیں سانگے اساں بدھ سٹے (اساں خیال کیتے شیت چھتا تھی گے) آپ فرمایو نے ایندے ہتھ پیر کھول تے ایں کوں کھٹ تے بلھاؤ (اے چھتا کوئے نی تھیا) اے موحد آدمی اے۔ اے توحید دے معاملے ءِ چ سخت ہوندن۔ قبریں دا احترام نئیں کریندے ول آپ مولوی صاحب کوں کھانا کھوائے اتے اوندی چنگی خاطر داری کیتی اتے سورو پیہ روک نذرانہ ڈے تے رخصت کیتو نے۔ اوں وقت دا سورو پیہ اج دے پندھراں ہزار دے برابر ہا۔

4- جام پور دے مولوی تاج محمود صاحب تاج محمود صاحب جو مذہباً اہلحدیث ہن ابتداء ءِ چ حضرت خواجہ صاحب دے ہم جماعت تے ہم درس ہن۔ توڑیں جو بعد ءِ چ اہلحدیث تھی گن۔ لیکن حضرت خواجہ صاحب دے نال تعلق برقرار رکھیں نئیں۔ زیادہ وقت آپ دی صحبت ءِ چ رہندے ہن اتے حضرت خواجہ صاحب نال خاصے بے تکلف ہن۔ ایں قدر جو خواجہ صاحب دی عارفانہ کافیاں دی رو ءِ چ کافیاں لکھ تے خواجہ صاحب کو پیش کریندے ہن۔

خواجہ صاحب دی مشہور کافی اے

ناصح ناہی نہ تھی مانع☆ عشق ہے سیڈا دین ایمان

تاں ایں کافی دے جواب ءِ چ مولوی تاج محمود صاحب کافی لکھی جو۔

صوفی سالک نہ تھی منکر☆ امرونہی ہے دین ایمان

مخترعات اعمال عقیدے☆ سب مخالف شرع نبیؐ دے

ہن عصیان اتے طغیان

ہیندے باوجود آپ ہمیشہ مولوی صاحب دی عزت کریندے ہن اتے نہایت محبت نال ملدے ہن انہاندے پچھوں نماز وی پڑھ گن دے ہن اتے انہانکوں انعام و کرام وی ڈتی رکھدے ہن۔ بے شک خواجہ صاحب سراپا شفقت و رحمت ہن ہر مذہب، مسلک والے علماء دی عزت تے خدمت کریندے ہن۔ آپ مخالفیں تے دشمنیں دی اپنیں بالیں وانگوں پرورش کریندے ہن۔ خواجہ صاحب دے بے مثال کمالات دا کوئی لکھن والا احاطہ نئیں کرسگدا آپ دی اعلیٰ ظرفی۔ بردباری۔ حلم۔ سخاوت اتے مروئت دی کوئی حد کونہ ہائی۔ سچی گالھ اے ہے

جو بی اِجھی کون کرے جھجھی کیتی پیر فرید

5- چاچڑاں شریف دے رہائشی فتح محمد خان عرف ڈاڈا حضرت خواجہ صاحب دے پیارے مرید ہن۔ نیک دل۔ خوش عقیدہ تے طاقتور جوان ہن۔ ہک ڈینہہ ہک مچھیل کڑیل (ہتھیں، پیریں ءِ چ لوہے دے کڑے) گندی پوش ملنگ آ صدا کیتیس۔ سئیں مولا علیؓ دے ناں تے ہک چونی (چار آنے) ڈوا۔ فتح محمد خان آ کھیا۔ نا ملنگ میں کنوں چار یاریں دے ناں تے چار چونیاں منگ۔ ملنگ جواب ڈتا۔ اپنے ترے تکڑے کر۔ میکوں صرف علیؓ دے ناں تے چونی ڈے۔ ملنگ شیت کجھ بیا بکواس وی کیتا ہوسے جو فتح محمد خان کوں کاوڑ چڑھ گی۔ اٹھی تے ہڈ حرام ملنگ کو چا تے زمین تے ماریس۔ فقیر رت ورتا تھی پے۔ ول سینے تے لت رکھ ہک مچھ وی کٹ گدھس۔ ملنگ دھاڑ۔ دھاڑ کریندا تے حضرت خواجہ صاحب دی خدمت ءِ چ پج گیا تے روندیں روندیں سارا حال سنالیس۔

آپ خادمیں کوحکم ڈتے جوفقیر کوں دھنوا پنوانویں کپڑے پواتے ایندے کڑے شڑے تے گندی شندی لہا سٹو۔ خادم ملنگ کوں دھنوا پوانویں کپڑے پواتے خواجہ صاحب دی خدمت وِچ گھن آئن۔ ول حضرت خواجہ صاحب ملنگ دے سرتے فریدی ٹوپی پوائی۔ ول ملنگ کو شیشہ ڈکھاتے فرمایونے۔ جو تیڈی ہک مچھ سالم تے ہک کٹیل۔ ایویں توں کوجھا پیا لگدیں۔ توں اجازت ڈے جو تیڈیاں ڈوہیں مچھاں برابر کر چھوڑوں۔ جو تیڈا منہ سوہنا تھی ونجے۔ ملنگ سر لوڈتے اجازت ڈتی تاں قینچی نال ملنگ دی ڈوجھی مچھ وی کٹ گدھونے۔ ول جو ملنگ کوں شیشہ ڈکھایونے تاں ملنگ حیران تھی گیا۔ اوں کوں اپنا کالا تے کوجھا منہ سوہنا تے چٹا نظر آیا۔ ول حضرت خواجہ صاحب فتح محمد خان کو فرمایا۔ ملنگ کوں پنج روپے ڈے۔ اتے پنج روپے اپنیں خزانے توں ڈواوَنے۔ ول ملنگ کوں فرمایونے ہن تیکوں موکلے۔ اپنیں گھر ونج۔ ملنگ عرض کیتا سئیں اپنیں اخلاق نال میکوں ملھ گِن گھدے۔ میں زرخرید غلام بن گیاں۔ ہن میکوں دھکا نہ ڈیو۔ ہن میڈا گھر وی ایہوا ے۔ تے میڈا در وی ایہوا ے پہلے میں در دردا فقیر ہم اج میں ہک تیڈے دردا فقیر تھی تے بادشاہ تھی گیاں

۔جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

ملنگ عرض کیتا سئیں ہن میکوں بیعت کرتے اپنیں غلامیں وِچ شامل کر گھنو حضرت خواجہ صاحب دی نظر شفقت نال ہک لحظے وِچ بے دین تے گمراہ ملنگ ہک مرد مومن ہک عاشق رسول ﷺ ہک عاشقِ صحابہؓ تے سچا درویش بن گیا۔

☆ حقیقت وِچ حضرت خواجہ صاحب اسوۂ حسنہ دے مظہر۔ پیغمبری سیرت دے نمونہ اتے فنافی الرحمتہ العلمین ہن۔ اے لوگ محبتیں تے پیام برتے نفرتیں دے پاڑپٹ ہن اتھے لوکیں دے بارے وِچ حضرت شیخ سعدی فرمائے جو

شنیدم کہ مردان راہ خدا ☆ دل دشمناں ہم نکردند تنگ۔
ترا کے میسر شود آں مقام ☆ کہ با دوستانت خلاف ست وجنگ

☆ لیکن اج دے اساڈے ملاں مولوی دین دی روح کنوں بے خبر تے اخلاق محمدی کنوں صفا عاری ئن۔ اسلامی تے حجازی تہذیب توں بالکل ناواقف ہن۔ اے صرف طوطے آلی کار چار کتاباں رٹی بیٹھن۔ تذکیہ نفس تے روحانی تربیت کنوں محروم ہن۔ اے عشق تے محبت کنوں صفا کورے بغض تے نفرت دے پتلن انہیں وچاریں دا علم تے ادراک اصلوں محدود ہے ہیں سانگے صرف اے اپنی ذات تے اپنے ٹولے کوں حق تے سمجھدن باقی سب کوں بے دین گمراہ سمجھدن۔ انہیں مولویں دی جہالت تے دین کنوں بے خبری دا نتیجہ ء جو اج ہک فرقے والے ڈوجھے فرقیں آلیں دے قتلام کوں جہاد تے ثواب سمجھدن ہیں واسطے مسجدیں تے امام بارگاہیں وِچ رت دی ہولی دا کھیڈ جاری اے۔ خدا دی قسم اج انہیں ملوائٹریں کوں اختیارات مل ونجن تا ہک ڈوجھے دے کھل لہاون کنوں وی نہ چکسن۔ ہیں واسطے کاتیاں کلائی تیز کیتی بیٹھن۔ جو مان موقع ملے تاں انسانی کھلیں دا کاروبار شروع کر ڈیوں۔ علامہ اقبال مرحوم سچ آکھے جو

دین ملا فی سبیل اللہ فساد

اتے ملاں دے کردار تے خواجہ صاحب ہوریں وی صحیح تبصرہ فرمائے جو

ملاں نہیں کہیں کار دے ☆ شیوے نہ جانڑن یار دے
واقف نہ بھید اسرار دے ☆ وج کنڈے دے بھرڑیں تھے دٹی

اج ایں فتنہ انگیز۔ فرقہ پرستی۔ نسل پرستی۔ مذہب پرستی۔ مذہبی تعصب۔ نفاق۔ نفرت دے زہریلے دور وچ حضرت خواجہ صاحب دی کریمانہ سیرت دی پرچار تے تبلیغ ضروری اے کیوں جو حضرت خواجہ صاحب دی سیرت دی پیروی کرن وچہ انسانیت دی بقا اے۔

فاش فریدا اے وعظ سناتوں ☆ عالم جاہل شاہ گدا کوں
جے کوئی چاہے فقر فنا کوں ☆ اپڑیں آپ کوں گولے

ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں
ڈیڑھ فٹ کے امام

علامہ اجمل مزاری

سرائیکی قوم لاتعداد دانشوروں اور سینکڑوں لیڈروں کے نرغے میں ہے

چلتا ہوں چند گام ہر اک راہرو کے ساتھ ۔ پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

ایک مریض مزاری معالجوں کے گھیرے میں ہے

جو بھی آتا ہے بتاتا ہے نیا کوئی علاج ۔ بٹ نہ جائے تیرا بیمار مسیحاؤں میں

سرائیکی صوبہ سرائیکستان، اور سرائیکی قوم کے حقوق کے حصول کیلئے تحریک کافی عرصے سے جاری ہے۔ اور مختلف مراحل سے گزر رہی ہے۔

اور اس تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے سرائیکی سیاسی لیڈر سیاسی میدان میں سرگرم عمل ہیں۔ اور سرائیکی دانشور شعر و ادب کے میدان میں اپنی خداداد صلاحیتیں صرف کر رہے ہیں۔ اور سرائیکی تنظیمیں اپنے اپنے منشور کے تحت اپنے اپنے حلقوں میں مصروفِ جہاد ہیں۔ انشاءاللہ آئندہ اقساط میں ہم ان تمام عناصر کی کارکردگی کا ناقدانہ جائزہ لینگے۔ اور ان کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا تجزیہ کرینگے۔ اور آخر میں اس تحریک کو منطقی انجام تک پہنچانے کیلئے اپنی رائے بھی پیش کرینگے۔! اس وقت ہم صرف بطور تمہید چند حکایات پیش کر رہے ہیں۔ اور بظاہر تو یہ حکایات لطیفے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ایسے لطائف میں بھی بین السطور کچھ اسباق

پنہاں ہوتے ہیں۔ اور غور کرنے والے اہلِ بصیرت تو ہر بات اور مثل سے کوئی نہ کوئی نصیحت اخذ کر لیتے ہیں۔ کہ صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے

نااتفاقی کا بھیانک انجام

ایک جنگل میں دو سانپ رہتے تھے۔ ایک سانپ کا ایک سر تھا۔ اور دوسرے سانپ کے سو سر تھے۔!
بظاہر تو سو سر والا سانپ زیادہ طاقتور اور دہشت ناک تھا۔ لیکن وہ اپنی طاقت کو بروئے کار لانے سے معذور تھا۔ کیونکہ اِن کے سروں میں اتفاق نہیں تھا۔!
اور ہر سر اس کے دھڑ کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ اسلئے وہ ایک ہی جگہ پڑا رہتا تھا
آزادی سے چل پھر نہیں سکتا تھا۔ قدرتی طور پر ایک دن جنگل میں آگ لگ گئی۔!
تو ایک سر والا سانپ تیزی سے گھسٹ کر جنگل سے نکل گیا۔!
لیکن سو سر والا سانپ جنگل میں پھنس گیا۔ کیونکہ ہر سر نے اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا
چنانچہ وہ ایک ہی جگہ لڑھکتا اور تڑپتا رہا۔ اور آخر کار جل کر راکھ ہو گیا۔!

اتفاق کی فتح

مشہور پند و نصائح کی قدیمی کتاب کلیلہ دمنہ میں ہے۔ کہ ایک جنگل میں، ایک ہرن۔ ایک کوا۔ ایک کچھوا اور ایک چوہا رہتا تھا
اور یہ چاروں آپس میں دوست تھے۔ اور ایک دن ان چاروں دوستوں نے آپس میں بیٹھ کر معاہدہ کیا۔ کہ ہم آپس میں متحد اور متفق رہینگے۔ ایک دوسرے کے ساتھ بے وفائی ہرگز نہیں کرینگے۔ اور ہر مشکل مصیبت میں ایک دوسرے کا ساتھ دینگے۔ اکٹھے جئیں گے اور اکٹھے مرینگے۔!
اس معاہدے کے بعد اس بات پر انہوں نے غور کیا۔ کہ اس جنگل میں کافی شکاری آتے ہیں۔ اور جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔ اور ان شکاریوں سے ہم جانوروں کی زندگیاں شدید خطرے میں ہیں۔ اسلئے کوئی ایسی تدبیر کی جائے۔ کہ شکاری اس جنگل میں شکار نہ کر سکیں۔ اور ہم جانوروں کی زندگیاں محفوظ ہو جائیں۔
اور انہوں نے باہمی مشورے سے طے کیا۔ کہ موقع ملنے پر شکاریوں کے خلاف کوئی ایسی تدبیر عمل میں لائیں گے۔ کہ پھر وہ اس جنگل کی طرف رُخ نہیں کر سکیں گے۔!
اور کوے نے اپنے ساتھیوں کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا۔ کہ اگرچہ شکاری کافی طاقتور ہیں اور ہم بالکل کمزور جانور ہیں۔ اور اگر ہم نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ متحد رہے تو امید ہے ہم ضرور فتح مند ہونگے۔ کیونکہ اخلاص اور اتحاد میں بڑی طاقت ہے۔!
اور اس قدر گفتگو اور عہد معاہدے کرنے کے بعد چاروں دوست اپنی اپنی کمین گاہوں

میں سو گئے۔ اور علی الصباح اٹھ کر روزی کی تلاش میں نکل پڑے۔ اور صرف چوہا وہاں اپنے بل میں رہ گیا۔ دوپہر کے قریب کوا تیزی سے اڑتا ہوا چوہے کے پاس آ گیا اور کوے کو دیکھ کر کچھوا بھی پانی کے جوہڑ سے نکل کر ان کے پاس پہنچ گیا۔
اور کوے نے ان کو بتایا۔ کہ ہمارا ساتھی ہرن ایک شکاری کے جال میں پھنس گیا ہے اور شکاری جال کے قریب ایک درخت کے نیچے سو گیا ہے۔ اور جب نیند سے بیدار ہو گا تو ہرن کو پکڑ لیگا۔ اسلئے ہرن کی زندگی سخت خطرے میں ہے۔ اور وقت بھی کم ہے اسلئے فوری طور پر اُن کی زندگی بچانے کی کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔!
چوہے نے کہا کہ آپ فوراً میرے دُم کو چونچ میں دبا کر اور اُڑ کر مجھے وہاں پہنچا دیں اور میں چند لمحوں میں جال کو کاٹ کر ہرن کو جال سے نکال لونگا۔!
چنانچہ کوے نے فوراً چوہے کو ہرن کے پاس پہنچا دیا۔ اور چوہے نے نہایت تیزی کے ساتھ جال کو کاٹنا شروع کر دیا۔ اور چوہا جال کا آخری تاگہ کاٹ رہا تھا۔ کہ کچھوا بھی وہاں پہنچ گیا۔ اور کوے نے ناراض ہوتے ہوئے کچھوے کو کہا۔ کہ تجھے نہیں آنا چاہئے تھا۔ اور اگر اب شکاری بیدار ہو گیا۔ تو چوہا جھاڑیوں میں گھس جائیگا۔ میں اڑ جاؤنگا۔ اور ہرن اور ہرن چار چوکڑیاں بھر کر جنگل میں غائب ہو جائیگا۔ اور شکاری تجھکو فوراً پکڑ لیگا۔ اور پھر تیرے چھڑانے کیلئے ہمیں مزید مصیبت اٹھانی پڑیگی۔!
کچھوے نے جواب دیا۔ کہ جب ہمارا معاہدہ تھا۔ کہ دکھ، سکھ کے وقت ایک دوسرے کا ساتھ دینگے۔ اور اکٹھے جیئیں گے اور اکٹھے مرینگے۔ پھر میں کیسے چھپ کر بیٹھ جاتا ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ شکاری نیند سے بیدار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔!
اور شکاری کو آتے دیکھ کر کوا اڑ گیا۔ ہرن بھاگ کر جنگل میں چلا گیا۔ اور چوہا جھاڑیوں میں گھس گیا۔ اور شکاری نے آتے ہی کچھوے کو پکڑ لیا۔ اور دل میں کہنے لگا۔ کہ ہرن تو ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ چلو کچھوا تو ہاتھ لگ گیا۔ خالی نہ باشد۔ اور شکاری کچھوے کو جال میں ڈال کر اپنی بستی کی طرف چل پڑا۔ اور ادھر باقی تینوں دوست ہرن۔ کوا اور چوہا اکٹھے بیٹھ کر سوچنے لگے۔ کہ اب کچھوے کو شکاری کے پنجے سے کس طرح چھڑایا جائے۔ آخر کار کافی سوچ بچار کے بعد یہ تجویز پاس کی۔ کہ ہرن دکھاوے طور پر لنگڑا بن کر شکاری کے سامنے آ جائے۔ اور پچھلے دھڑ کو گھسیٹ گھسیٹ کر چلنے لگے۔!
اس طرح شکاری ہرن کو زخمی سمجھ کر پکڑنے کی کوشش کریگا۔ اور جال کو ضرور رکھدیگا۔ اور ہرن شکاری کے آگے گھسٹ گھسٹ کر چلتا رہے۔ تاکہ شکاری اس خیال میں مبتلا رہے۔ کہ زخمی ہرن تھک کر گرنے والا ہے۔ اور اسی خیال کے تحت شکاری ہرن کے پیچھے دوڑتا رہیگا۔ ادھر کوا چوہے کو جال کے پاس پہنچا دے اور چوہا جال کو کاٹ کر کچھوے کو جال سے نکال دے۔!

اور کچھوا جال سے نکل کر فوراً کسی گڑھے وغیرہ میں چھپ جائے۔!
اور جب یہ کاروائی مکمل ہو جائے۔ تو کوا اڑ کر ہرن کے پاس پہنچ جائے۔ اور اپنی بولی میں ہرن کو بتا دے۔ کہ کاروائی مکمل ہو گئی ہے۔ تو پھر ہرن لنگڑے پن کا ڈرامہ ختم کر کے چوکڑیاں بھر کر جنگل میں چلا جائے۔!
چنانچہ اسی منصوبے کے مطابق کچھوا جال سے آزاد ہو گیا۔ اور کوے نے آ کر ہرن کو اطلاع دی۔ تو ہرن فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور چوکڑیاں بھرتا ہوا جنگل میں چلا گیا
اور شکاری بیچارہ مایوس ہو کر ہانپتا کانپتا واپس جال کی طرف روانہ ہوا۔ تاکہ اپنے شکار (کچھوے) کو لے کر وقتی گھر پہنچ جائے۔ اور شکاری جب جال کے پاس پہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ جال کے پرزے پرزے بکھرے پڑے ہیں۔ اور کچھوا غائب ہے۔!
اور یکلخت شکاری کے دل میں خیال آیا۔ کہ یہ ہرن۔ کچھوا اور کوا وغیرہ جانور نہیں ہیں بلکہ کوئی اور پراسرار مخلوق ہیں۔ یہ جن ہیں یا دیو اور یہ مجھے مارنا چاہتے تھے۔ لیکن خوش قسمتی سے بچ گیا ہوں۔ اور یہ خیال آتے ہی شکاری پر دہشت طاری ہو گئی۔!
اور اس نے اپنی بستی کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ مگر دہشت کی وجہ سے باربار گر پڑتا تھا اور اس طرح ہانپتا کانپتا اور گرتا پڑتا بستی میں پہنچ گیا۔ اور اپنے گھر پہنچتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ اور اس کو سخت بخار ہو گیا۔ اور کافی ٹونوں ٹوٹکوں کے بعد دو دن کے بعد ہوش میں آیا۔ اور ہوش میں آنے کے بعد اس نے تمام واقعہ بستی والوں کو سنایا۔ اور یہ واقعہ سن کر تمام بستی والوں پر دہشت طاری ہو گئی۔ اور یہ واقعہ سنکر بستی والے ایک سیانے عامل کے پاس گئے۔ اور اس کو تمام ماجرا سنایا۔ اور سیانے عامل نے تمام واقعہ سن کر کہا۔ کہ یہ جنگل آسیب زدہ ہے۔ اور اس پر اب جنات نے قبضہ کر لیا ہے۔ اور آئندہ کوئی آدمی اس جنگل کی طرف نہ جائے۔ اور جو آدمی بھی اس جنگل میں قدم رکھے گا۔ اس کو جنات مار ڈالیں گے۔ اور عامل نے شکاریوں کو بھی سخت تلقین کی۔ کہ آئندہ اس جنگل میں شکار کیلئے بالکل نہ جائیں۔ اور اسطرح چار کمزور اور نحیف جانوروں کی نیک نیتی، خلوص اور اتفاق کی طاقت سے پورا جنگل شکاریوں کے تسلط سے آزاد ہو گیا۔ اور جنگل میں موجود تمام جانوروں کی زندگیاں محفوظ ہو گئیں۔ اور یہ طاقت پر اتفاق کی فتح ہے۔!

لیڈر کون۔؟

تین آدمی اتفاقیہ ایک راستے پر اکٹھے ہو گئے اور ایک ساتھ سفر کرنے لگے۔!

اور ایک گھوڑ سوار نے ان کو کراس کرتے ہوئے السلام علیکم کہا۔ اور ان تینوں نے

اور ان تینوں نے ایک ساتھ وعلیکم السلام میں جواب دیا۔ اور جب گھوڑ سوار گزر گیا۔
تو ان تینوں میں سے ایک نے کہا۔ کہ اس گھوڑ سوار نے مجھے سلام کیا ہے۔ اور اس نے مجھے تمہارا
لیڈر سمجھا ہے۔ اس کی بات سُنکر دوسرے نے کہا۔ کہ تُو تو بے وقوف ہے۔ اس نے مجھے سلام
کیا ہے۔ کہ میرا قد تم دونوں سے اونچا ہے۔ اور دوسرے کی بات سُنکر تیسرا بول اٹھا۔
کہ تم دونوں غلطی پر ہو۔ اصل میں اس نے مجھے سلام کیا ہے۔ کیونکہ میری پگڑی کا طُرّہ
تمہارے طُرّوں سے بلند ہے۔ اور اس طرح تینوں میں بحث چھڑ گئی۔ اور نوبت گالی گلوچ
حتیٰ کہ ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ اور اسی اثناء میں ایک اور راہگیر وہاں پہنچ گیا۔ اور اُس نے
درمیان میں پڑ کر ان کو لڑنے سے روک دیا۔ اور پوچھا کہ تم کس بات پر لڑ رہے ہو
اس پر انہوں نے گھوڑ سوار کے سلام کا واقعہ سنایا۔ اور کہا کہ ہم سلام کے استحقاق کے بارے
میں لڑ رہے تھے۔ "چھڑاؤ" نے کہا کہ چلو میں تم کو اس سوار کے پاس لے چلتا ہوں اور اُس
سے پوچھ لیتے ہیں۔ کہ آپ نے ان تینوں میں سے کس کو سلام کیا ہے۔ چنانچہ "چھڑاؤ" ان کو
لے کر چل پڑا۔ اور کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد دیکھا۔ کہ سوار ایک ڈیرے کے صحن میں
چارپائی پر بیٹھا حُقہ پی رہا ہے۔ اور کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ چارپائیوں پر بیٹھے
ہیں۔ اور یہ چاروں بھی سلام کر کے ایک خالی چارپائی پر بیٹھ گئے۔ تو اس سوار نے ان
سے ان کی آمد کا مطلب پوچھا۔ تو "چھڑاؤ" نے کہا۔ کہ یہ تینوں آپ کی سلام کی "ملکیت"
پر لڑ رہے تھے۔ اور یہ تینوں لیڈرشپ کے دعویدار ہیں۔ اور ان میں ہر ایک کا دعویٰ ہے
کہ آپ نے سلام اس کو کیا ہے۔ اور اب آپ خود فیصلہ کیجئے۔ کہ آپ نے ان تینوں میں سے کس
کو سلام کیا ہے۔ اور ان تینوں میں سے لیڈر کون ہے۔ سوار نے کہا کہ میں ان کا کوئی کارنامہ
سُن کر پھر فیصلہ کروں گا۔ اور پھر سوار نے ان تینوں کو کہا کہ اپنا کوئی منفرد کارنامہ
بیان کریں۔ تاکہ مجھے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔)

پہلے جوان کا کارنامہ پہلے جوان نے اپنا کارنامہ بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ شادی کی پہلی رات
جب میں دلہن کے کمرے میں داخل ہوا۔ تو میری دلہن مجھے دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔
اور میں بے ساختہ اس کو سینے سے لگا کر بھینچنے لگا۔ اور اس حالت میں میرا منہ اوپر
کی طرف اُٹھ گیا۔ اور اوپر کارنس پر دیا جل رہا تھا۔ اور اچانک دیا کا ایک جلتا ہوا
ٹکڑا اُڑ کر میری دائیں آنکھ میں آ کر گرا۔ اور میری آنکھ جل کر ختم ہو گئی۔ لیکن میں نے
اپنی دلہن کو اسی طرح اپنے ہاتھوں میں جکڑے رکھا۔ اور ہاتھ کھول کر آنکھ بچانے کی

آنکھ بچانے کی کوشش نہیں کی - اور میری جلی ہوئی آنکھ آپ کے سامنے ہے اور یہ ہے میرا کارنامہ؟

دوسرے جوان کا کارنامہ :- دوسرے جوان نے اپنا کارنامہ بیان کرتے ہوئے کہا
کہ میری دو بیویاں ہیں - ایک بڑی اور دوسری چھوٹی - اور ایک دن دوپہر
کے وقت میں اپنے گھر میں لیٹا ہوا تھا - اور میری چھوٹی بیوی میری داڑھی سے
کھیل رہی تھی - کہ اسے میری داڑھی میں ایک سفید بال نظر آیا - تو اس نے وہ سفید
بال نوچ لیا - اور میری بڑی بیوی نے اسے بال نوچتے دیکھ لیا - تو وہ ناراض ہو گئی
اور جھگڑنے لگی - کہ اس نے سفید بال نوچ کر غلطی کی ہے - کیونکہ سفید بال بزرگی کی نشانی
ہوتی ہے - اور میں نے اپنی بڑی بیوی کو سمجھاتے ہوئے کہا - کہ جھگڑے کو چھوڑو اور تم
میری داڑھی سے دو بال نوچ لو - وہ فوراً موچنا (نچکنا) لے کر آ گئی - اور میری
داڑھی کے دو بال نوچ لئے - پھر چھوٹی ناراض ہو گئی - تو میں نے اس کو مناتے ہوئے کہا
کہ تم تین بال نوچ لو - وہ بھی موچنا لے کر آ گئی - اور میری داڑھی کے تین بال نوچ لئے
اور اس طرح میری دونوں بیویوں کے درمیان میری داڑھی کے بالوں کا حساب کتاب شروع
ہو گیا - اور اپنے اپنے حساب کے مطابق میری داڑھی کے بال نوچتی رہیں - !
اور اس حساب کتاب میں میری داڑھی اور مونچھیں صفا چٹ ہو گئیں - لیکن میں نے اپنی
بیویوں میں مساوات برقرار رکھا - اور ناانصافی نہیں کی - اور اس کے بعد اس نے ڈھاٹا
(گھنڈا سا) اُتار کر اپنا منہ دکھایا - تو واقعی اس کی داڑھی اور مونچھیں چٹ تھیں
اور چہرہ سوجا ہوا تھا - !

تیسرے جوان کا کارنامہ :- تیسرے جوان نے اپنا کارنامہ بیان کرتے ہوئے کہا
کہ میں ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا - اور میرے والد کی تین سو بھیڑیں تھیں
اور میں دودھ، مکھن پی کر پل کر جوان ہوا - لیکن بدقسمتی سے میرے والدین اپنی زندگی
میں میری شادی نہیں کر سکے - اور نہ کسی جگہ میری منگنی کر گئے - !
اور آخرکار وہ اللہ کو پیارے ہو گئے - اور میں تنہا بھیڑوں کے ریوڑ کا مالک بن گیا
اور والدین کے مرنے کے بعد میرے دو مشغلے رہ گئے - بھیڑیں چرانا اور بنسری بجانا
اور ایک دن بھیڑیں ایک تالاب کے کنارے چراگاہ میں چر رہی تھیں - !
اور میں تالاب کے کنارے بیٹھا بنسری بجا رہا تھا - ! کہ وہاں ایک خوبرو جوان آ گیا
اور مجھے سلام کر کے میرے قریب بیٹھ گیا - اور اس نے مجھے داد دیتے ہوئے کہا

کہ تم بنسری خوب بجاتے ہو - اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے میری جوانی اور خوبصورتی کی بھی تعریف کی - اور یہ بھی پوچھا - کہ تم اس ریوڑ کے مالک ہو - یا چرواہے ہو - !
میں نے جواب دیا کہ میں بلا شرکت غیرے اس ریوڑ کا مالک ہوں - !

اور باتوں باتوں میں اس نے پوچھ لیا - کہ تم نے شادی کی ہے یا ابھی تک کنوارے ہو
میں نے جواب دیا - کہ میں نے ابھی تک شادی نہیں کی - میرے والدین فوت ہو گئے ہیں -
اور میرا کوئی ایسا سرپرست نہیں ہے - جو کوشش کر کے میری شادی کرائیں - !

اس نے کہا کہ آج سے میں تیرا سرپرست ہوں - اور کسی اچھے گھرانے کی خوبصورت لڑکی سے تیری شادی کروں گا - ! اس کے بعد وہ جوان چلا گیا - !

اور چند دن کے بعد واپس آ کر مجھے خوشخبری سنائی - کہ تیرے لئے ایک نہایت خوبصورت رشتہ مل گیا ہے - اور میں تیری منگنی کر کے تجھے مبارکباد دینے آیا ہوں - !
اور میں نے یہ خوشخبری سن کر ایک سو بھیڑیں اس کو انعام میں دے دیں - !

اور کچھ عرصہ کے بعد وہ جوان پھر میرے پاس آ نکلا - اور آتے ہی خوشخبری سنائی کہ تیرا نکاح بھی ہو گیا ہے - اور اب تیرے سسرال والے تیری دلہن کی رخصتی کی تیاریاں کر رہے ہیں - اور نکاح کی خوشخبری سن کر مزید سو بھیڑیں اس کے حوالے کر دیں - اور وہ بھیڑیں ہانک کر چلا گیا - اور چھ ماہ تک واپس نہ آیا - !

اور میں نے دل میں سوچا - کہ وہ ٹھگ تھا - اور ٹھگی کر کے دو سو بھیڑیں لے گیا ہے لیکن ایک دن اچانک وہ جوان پھر میرے پاس آ گیا - اور اپنے ایک بھائی کو بھی اپنے ساتھ لے آیا - اور میں نے ناراض ہوتے ہوئے غصے کے لہجے میں اس کو کہا
کہ تم ٹھگ آدمی ہو - اور تم نے مجھے بے وقوف بنایا ہے - اور تم نے آج تک مجھے اپنے سسرال کا گھر نہیں دکھایا - اور نہ میری بیوی سے میری ملاقات کرائی ہے

اور میری یہ بات سن کر وہ جوان سخت ناراض ہو گیا - اور غصے میں کہنے لگا - !
کہ ہمیشہ بھلے کا برا ہوتا ہے - اور میں نے تم پر کتنا احسان کیا ہے -
کہ پہلے تمہارے لئے رشتہ تلاش کیا - پھر تمہاری منگنی کی اور بعد میں تمہارا نکاح کرایا اور اب تمہاری شادی بھی دھوم دھام سے کر آیا ہوں - اور ایک گھر بنوا کر تمہاری بیوی کو اس گھر میں بٹھا کر آیا ہوں - اور تیرے گھر میں ایک چاند سا بیٹا بھی پیدا ہو گیا ہے - اس لئے اب انعام میں باقی بھیڑیں میرے بھائی کے حوالے کر دیں - !

اور تم خود میرے ساتھ چلو - تاکہ تم کو اپنی بیوی اور بیٹا ملوا دوں - اور تیرا گھر بھی تیرے حوالے کر دوں - اور میں نے اپنی بقیہ بھیڑیں اس کے بھائی کے حوالے کر کے خود اس کے ساتھ چل پڑا - اور وہ مجھے ایک بڑی بستی کے قریب لے گیا - اور اس بستی کے کونے میں ایک اکیلا گھر تھا اور گھر کے سامنے پانی کا نلکا تھا - اور ایک عورت نلکے کے ساتھ بیٹھی ہوئی اپنے بچے کو نہلا رہی تھی اور بستی کے باہر کچھ فاصلے پر چند کسان ہل چلا رہے تھے -!

میرے دوست نے اکیلے گھر کی طرف اشارا کرتے ہوئے کہا - کہ یہ تیرا گھر ہے - اور گھر کے سامنے نلکے کے ساتھ بیٹھی ہوئی عورت تیری بیوی ہے - اور جس بچے کو نہلا رہی ہے - وہ تیرا بچہ ہے اور جو کسان ہل چلا رہے ہیں - وہ تیری بیوی کے بھائی ہیں - اور میں ان کے پاس جا کر ان کو خوشخبری دیتا ہوں - کہ خیر سے تمہارا بہنوئی آ گیا ہے -!

اور تم سیدھے اپنی بیوی کے پاس جاؤ - اور اس کو بتاؤ کہ میں تمہارا شوہر ہوں -! اس گھر کا مالک اور اس بچے کا باپ ہوں -!

چنانچہ میں خوشی خوشی سے تیز قدم اٹھاتا ہوا - اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا - اور میں نے اسے بتایا - کہ اے نیک بخت عورت میں تیرا سرتاج ہوں - اور مُنّا (بچہ) مجھے دیدے - تاکہ میں اس کو اپنے سینے سے لگا لوں - اور یہ باتیں کہکر میں نے مُنّا اس سے چھین لیا - اور اپنے سینے سے لگا لیا - اور مُنّا نے رونا شروع کر دیا - اور میری بیوی بھی چیخنے چلانے لگ گئی اور چیخ چیخ کر اپنے بھائیوں کو پکارنے لگی - اور میں اسے کہتا رہا - کہ چیخ پکار نہ کرو میں تمہارا شوہر ہوں - لیکن وہ برابر چیختی چلاتی رہی -!

اور اس کی چیخ پکار سُن کر اس کے بھائی لاٹھیاں لے کر میرے سر پر پہنچ گئے -!

اور میں نے انھیں اشارے سے روکتے ہوئے کہا - کہ میں تمہارا بہنوئی ہوں - اور کوئی غیر نہیں ہوں لیکن انہوں نے میری بات سُنی ان سُنی کر دی - اور لاٹھیوں سے مجھے مارنا شروع کر دیا اور لاٹھیوں کی برسات میں میں بے ہوش ہو گیا - اور جب مجھے ہوش آیا - تو میں تھانے کے اندر ایک کوٹھڑی میں بند تھا - اور میرے تمام جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں - اور ایک ہفتہ میں تھانے میں بند رہا - پھر تھانیدار نے مجھے ایک جج کی عدالت میں پیش کیا - اور جج نے مجھے ایک سال قید کی سزا سنا کر جیل خانے میں بھیج دیا -! اور کل سزا پوری کر کے جیل سے رہا ہوا ہوں - اور آج اس پرانے دوست کو تلاش کرنے جا رہا تھا - کہ وہ میرے سسرال والوں کو صحیح حقیقت بتا کر ان کی غلط فہمیاں دور کر دے تاکہ میں اپنے گھر میں آباد ہو سکوں =! تینوں جوانوں کے کارنامے سُن کر سوار نے فتوای دیا - کہ تم تینوں لائق جوان ہو - اور اپنی ذات میں لیڈر ہو - اور میری طرف سے تم تینوں کو سلام -!

انسانیت دی ساری تاریخ اجاڑ جھکاڑ نال بھری پائی ءِ سارے پیر پیغمبر انسان کوں سدھے دگ (صراط مستقیم) تے ٹورن سانگے امدن ہر انسان ول وکڑولے والی اوجھڑ ڈوڑ پوندے۔ بندہ شروع کنوں ہتھ چھوڑ تے ارکاں وداچیندے۔ اعمال ہوون تے بھانویں اعتقادات انتہا پسندی انسان داوطیرہ بن گے۔ آکھیا گے جو ''بھمدے داسب کجھ بھانویں تے ان بھمدے داگراں دی وی نہ بھانویں'' بندے کہیں کوسر تے چا چاڑھن تاں ست اسمانیں کنوں اتے چاڑھ چھوڑن تے جیکر کہیں کوتلے چاسٹن تاں شہ لہا چھوڑن۔ جیرھا شخص یا شئے لوکیں کوں پسند ہووے اوں وچ کئی خوبی ہووے تے بھانویں نہ ہووے گنڈھ تروپ کریسن اندھی محبت تے اندھی عقیدت بعض اتجھیاں حرکتاں کرواڈیندی ءِ جیرھا فائدے دے بجائے نقصان کرر کھیندن۔

ایندی ہک مثال کتاب دی شکل وچ ایں ویلھے اساڈے سامنے ھِ این کتاب داناں ھ ''فوائد فریدیہ'' اردو ترجمہ از فقیر معینی شاہ جمالی جیرھی شائع تھئی ءِ مکتبہ معین الادب جامع مسجد دیرہ غازی خان دی طرفوں (پہلی واری) 96 صفحے دی ایں کتاب دے پہلے صفحے تے ڈسیا گے جو اے کتاب شہباز طریقت، شہنشاہ ولایت حضور خواجہ غلام فریدؒ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دی لکھی ہوئی ءِ کتاب دے ڈوجھے پنے تے ہک مقدمہ تے حمد وصلواۃ دے بعد مولانا غلام فخر الدین، خواجہ خدا بخش، شیخ محمد عاقل تے بئے بزرگان چشت دی بھل بھل کیتی گئی ءِ۔ کتاب توحید دے موضوع توں شروع تھیندی اے اوندے بعد رسالت تے تریجھا موضوع ھِ ''تخلیق کائنات'' ایں موضوع دے حوالے نال جو کجھ لکھیا گے اونکوں پڑھن دے بعد بندہ اے سوچن تے مجبور تھی ویندے جو کیا اے کتاب واقعی خواجہ غلام فریدؒ سئیں دی لکھی ہوگی؟ ایں باب وچ جتنیاں گالھیں لکھیاں گن او اکثر خلاف عقل، قیاس تے نقل کیتیاں ہویاں ہن۔

خواجہ فریدؒ دی شاعری تے روزنامچہ (مقابیس المجالس) پڑھن والے اندازہ لاسگدن جو خواجہ فرید دا علمی مرتبہ کیا ہا۔ مصدقہ روایات دے مطابق بہاولپور دے شاہی محل وچ تھیون والے ہک اعلیٰ سطحی علمی مباحثے دے جج خواجہ صاحب ہن اے مباحثہ پورا ہک ہفتہ جاری رہ گیا ہا روائت دے مطابق اتھاں پیش تھیون والیاں اکثر کتاباں خواجہ صاحب کوں زبانی یاد ہن۔ ایں سطح دے عالم دے ناں نال جیکر کجھ بے بنیاد گالھیں سامنے آون تاں اینکوں کیا آکھیا ونجے؟ ''فوائد فریدیہ'' دیاں او عبارتاں کیا ہن جیرھیاں ای مضمون لکھن دا باعث ہن۔ خود پڑھو تے اندازہ کرو جو کیا اے گالھیں خواجہ فریدؒ دی سطح دا عالم کر سگدے؟ صفحہ نمبر 8۔ ''اللہ تعالیٰ نے ایک سانپ پیدا فرمایا جسکو ستر ہزار بال عطا فرمائے۔ ہر بال میں ستر ہزار پر لگائے اور ہر پر پر ہزار جھریاں لگائیں اور ہر جھری میں ستر ہزار منہ۔ اور ہر منہ میں ستر ہزار زبان ہیں''۔ اگی تے لکھیا کھڑے ''اللہ تعالیٰ نے

عرش کے نیچے ایک مرغ پیدا فرمایا ہے جس کے دو پر ہیں اگر وہ کھول دے مشرق اور مغرب سے تجاوز کر جائے'' صفحہ نمبر 9۔ ''اللہ تعالیٰ کا قلم ایک مجسم نور ہے جسکی لمبائی پانچ سو سال کا راستہ ہے اور چوڑائی چالیس سال کا راستہ ہے۔ صفہ 13 دی عبارت اصلوں عجیب مضحکہ خیز ے پڑھ ڈیکھو زمین کے اردگرد ایک ذمرد کا پہاڑ ہے۔ یہ تمام زمینیں ایک بیل کے سر پر ہیں۔ اس بیل کی درازی اتنی ہے کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک پانچ سو سال کا راستہ ہے۔ اور وہ بیل مچھلی پر ہے اور مچھلی پانی پر ہے جس پانی کی گہرائی چار ہزار سال کا راستہ ہے اور وہ پانی ہوا پر ہے۔ ہوا دوزخ پر ہے دوزخ پتھر پر ہے اور پتھر فرشتے پر ہے اور فرشتہ مچھر کی پیٹھ پر ہے'' کیا اجھیاں اوٹ پٹانگ گالھیں خواجہ غلام فریدؒ جیہا عقلمند بندہ کر سگدے؟ اے ساریاں گالھیں خواجہ غلام فرید دیاں نی تھی سگدیاں کیوں جو اے گالھیں بالکل ایویں دیاں ایوین خواجہ غلام فرید کنوں سیکڑاں سال پہلے دیاں ہن مثلاً 1196 ھجری وچ مولانا لطف علی آپنی کتاب سیفل الملوک وچ لکھیے، ڈاند ڈبے دی شاخ اتے رب دھرتی سب ٹھہرائی مولوی لطف علی تاں ڈاند دا حلیہ وی ڈس ڈتے جو اوڈبہ ءِ اے ساریاں گالھیں اسلامی کتابیں وچ دیو مالائی قصیں تے یونانی متھالوجی کنوں کڈھ تے واڑیاں گن۔ اج وی جیرھے ویلھے اساں انہاں ملکاں دیاں مقدس تصویراں ڈہدوں تاں ترے منہ والے شیر۔ آٹھ ہتھیں والی دیوی۔ وڈے وڈے پیریں تے چار چھی ہتھیں والے باز پکھی۔ بکری یا شکرے دے منہ والے بندے۔ مچھلی دے دھڑ والی عورت۔ باز دے ہک ہتھ وچ کنڑک دے سٹے تے بئے وچ تیر۔ ترجھے ہتھ وچ گرز تے چوتھے ہتھ وچ انگوریں دا گچھا وغیرہ نظر دن۔ آؤ ہن خواجہ صاحب دے ناں نال منسوب کتاب ''فوائد فریدیہ'' دی صفحہ نمبر 17 والی عبارت پڑھوں۔ عرش کو اٹھانے والے چار فرشتے ہیں جن کی صورت بکری کی طرح اور ہر ایک کے چار منہ ہیں ایک انسانی چہرا دوسرا بیل کا۔ تیسرا شیر کا اور چوتھا گدھ کا ان کی لمبائی اس قدر ہے کہ پاؤں سے لیکر گھٹنے تک پانچ سو سال کا راستہ ہے'' صفحہ نمبر 16 پہلے آسمان کے فرشتے بیل کی شکل کے دوسرے کے عقاب کی صورت کے تیسرے آسمان کے گدھ کی شکل میں اور چوتھے آسمان کے فرشتے بچوں کی شکل میں پانچویں چھٹے اور ساتویں آسمان کے فرشتے نوجوان آدمیوں کی شکل میں ہیں۔

اے سارا کجھ " ہے؟ کیا اے گالھیں خواجہ صاحب دیاں تھی سگدین؟ اے گالھیں بالکل ایں شکل وچ پچھلیں کتابیں وچ فارسی۔ ہندی۔ عربی یونانی وچ موجود ہن ول اے خواجہ صاحب دی تصنیف کتھوں تھی گئی؟

اے ممکن ھِ جو خواجہ صاحب اینکوں کتھوں نقل کیتا ہووے پر ''فوائد فریدیہ'' دا فارسی نسخہ وی خود خواجہ صاحب دے ہتھ دا لکھیا ہویا کائے نئیں تاں ول اے کتاب خواجہ صاحب دے کھاتے وچ کیوں پائی گئی۔ کتھائیں اے اندھی عقیدت دا کرشمہ تاں کینی؟ یا مرزا غلام احمد قادیانی دے حوالے نال تھیون والی خط و کتابت وانگے ئی سازش تاں نی؟ ایں کتاب وچ بعض اجھے عقائد وی بیان کیتے گن جیرھے ڈھیر ساری توجہ منگدن مثلاً صفح نمبر 28 نمبر ہک پیر کون و مکان کا شہنشاہ ہوتا ہے کُن فکاں کے لینے دینے کا سردار ہوتا ہے نمبر 2 اس پردے سے جو تیری جان پر ہے رہائی پیر کی امداد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ صفحہ 60 جان لو اپنا شیخ جس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے مرنے کے بعد قبر میں آتا ہے اور اپنے مرید کے طرف سے فرشتوں کو حق کے مطابق جواب دیتا ہے اور نجات دلاتا ہے۔ ایں مضمون دا مطلب ناں تاں خواجہ فریدؒ دے مذہبی مسلکی عقائد تے بحث کرن ہے تے ناں وت انہاں دی شخصیت دا تحفظ کرن یا وگاڑن ہے۔ اساڈا مطلب صرف اتنا ہے جو خواجہ فریدؒ دے ناں نال منسوب کتابیں تے روایات دی

بقیہ صہ 15 پر

ایں گالھ دی سخت ضرورت ھ جو خواجہ فرید دے ناں نال منسوب ساریں روائتیں تے کتابیں کیرھیاں ہن تے کیرھیاں کئی اساں اوں مضمون وچ اے وی آکھ آیوں جو ''اندھی عقیدت تے کاریگریں دے کاریگری بعض اوقات سارا کم خراب کرر کھیندی اے۔

فوائد فریدیہ تے ہک تنقیدی نظر دے بعد اساکوں کجھ ایجھا مواد ملئے جیئں کنوں پتہ لگدے جو اساڈا پہلا خیال صحیح ہا تے ایں کتاب وچ واقعی اندھی عقیدت یا کہیں ''کاریگر'' کم ڈکھالئے۔ اساں ہک دفعہ ول ایں گالھ تے اصرار کریندوں جو خواجہ صاحب ہک معتبر عالم ہن۔ سندھی، سرائیکی، فارسی، عربی، سنسکرت، مارواڑی تے اردو زبان تے انہاں کوں عبور حاصل ہا تے انہاں زباناں دے علمی ذخیرے انہاں دے سامنے ہن۔ انہاں دی وفات دا سن 1901 عیسوی ہے۔ اے او دور ہے جیئں وچ سائنس دیاں عظیم ایجادات تھی تے عام تھی چکیاں ہن۔ مثلاً ریل گاڈی دی سواری۔ بحری جہاز نال حج دا سفر۔ انگریزی دوائیں نال علاج۔ ڈاک ٹیلیگرام دا سسٹم۔ چھاپہ خانہ تے بیاں سائنسی تحقیقات تے ایجادات انہاں دے سامنے ہن۔ تاں ول کیا ھ جو خواجہ صاحب ایں دور وچ وی ایجھے عقائد رکھدے ہوون جو ''زمین دے گردا گرد ہک زمرد پتھر دا پہاڑ ہے تے اے ساریاں ست زیناں ہک ڈاندسنگ تے چاتی کھڑے تے ایں ڈاند دی لمبان پنج سو سال دا دگ پندھ ہے۔ او ڈاند مچھلی دی کنڈ تے کھڑے تے مچھلی پانی تے کھڑی اے۔ ایں پانی دی جھکائی چار ہزار سال پندھ ہے۔ او پانی ہوا اتے کھڑے۔ ہوا دوزخ تے ہے تے دوزخ پتھر تے۔ ول پتھر فرشتے دی کنڈ تے رکھیے تے فرشتہ ہک مچھر تے چڑھیا بیٹھے'' فوائد فریدیہ از معین الدین شاہ جمالی صفحہ نمبر 16'' اے تے بیاں ایں کنوں وی عجیب گالھیں تے خیالات ایں کتاب چ ملدن جیڑھیاں اساں پچھلے مضمون وچ لکھ آیوں ہن اساڈے سامھیں ''اخوند بلڈنگ بلاک نمبر 11 ڈیرہ غازی خان کنوں اخوند ساجد مجید دی ادارت وچ شائع تھیون والا پندرہاں روزہ ''پلیڈر'' شمارہ نمبر 13-14 جلد نمبر 1 اشاعت خاص عرس مبارک 2000ء حضرت خواجہ غلام فرید۔ 1 تا 31 جولائی 2001ء ہے۔ جیندے ٹائٹل تے خواجہ صاحب دی تصویر تے بیک ٹائٹل تے مزار شریف کوٹ مٹھن دا فوٹو ہے۔ ایندے وچ صفحہ نمبر 3 دے اداریئے کنوں لاتے صفحہ نمبر 20 تک دے مضامین خواجہ صاحب دے بارے وچ ہن۔ انہاں وچوں ہک تحقیقی مضمون پروفیسر سجاد حیدر پرویز دا بعنوان ''خواجہ غلام فریدؒ کی تصنیفات و تالیفات اور انکے تراجم شامل ہیں۔ ایں کنوں پتہ لگدے جو خواجہ غلام فرید سئیں واقعی ''فوائد فریدیہ'' دے ناں نال ہک کتاب لکھی ہئی ''پلیڈر'' صفحہ نمبر 19 تے لکھن فوائد فریدیہ خواجہ غلام فرید کا فارسی نثر میں رسالہ ہے جو انہوں نے 1284 ہجری میں لکھا۔ اسکا مسودہ خواجہ نے اپنے خاندانی کتب خانے میں محفوظ کر دیا اور تقریباً 28-29 برس بعد 1312 ہجری

(1895 عیسوی خواجہ صاحب دی زندگی وچ) میں مطبع مجتبائی لاہور سے میاں خدا بخش میاں غوث بخش جلال پور پیروالہ ملتان نے شائع کیا 64 صفحات پر مشتمل (یاد رہے جو فوائد فریدیہ دے اردو ترجمہ از معین الدین دے صفحے 96 ہن) اس کتاب کے شروع میں ''تقریظ'' کے عنوان سے منشی اللہ بخش اعوان کا دو صفحوں کا دیباچہ ہے۔ تیسرے صفحے سے ساٹھ صفحے تک کتاب کا متن ہے صفحہ نمبر 61 سے 63 نمبر تک میاں مولوی برخوردار کا خواجہ غلام فریدؒ اور انکے خاندان کی مدح میں لکھا ہوا مخمس ہے اور آخری صفحہ پر شائع کرنے کا اجازت نامہ موجود ہے۔ مولوی رکن الدین مرتب مقابیس المجالس نے پہلی جلد کے چوتھے مقبوس میں لکھا تھا کہ ''خواجہ فریدؒ نے انکو فرمایا تھا کہ، علم تصوف اور وحدت الوجود کے موضوع پر تمہیں ایک اور کتاب پڑھواؤں گا جو میری شہکار کتاب ہے یہاں یہی کتاب ''فوائد فریدیہ'' مراد تھی۔ خود خواجہؒ نے اس کتاب کے ابتدائیہ میں لکھا ہے کہ ''یہ ایک رسالہ ہے جس کا نام ''فوائد فریدیہ'' رکھا گیا ہے'' جو اکثر ضروری شریعت اور طریقت پر مشتمل ہے (صفحہ نمبر 4) ایسے ہی دیباچہ نگار لکھتا ہے '' میں عرض کرتا ہوں کہ ایسا لکھا ہوا مواد جو تمام معلومات کے لیے کامل استاد کا اور ہدایت کے راستے پر رہبر کامل کا درجہ رکھتا ہے خاص کر سلوک اور توحید جیسے اصل مطالب سے بھرا ہوا ہے جو اگرچہ دنیا سے ناپید ہو چکے ہیں مگر پھر بھی ہر نوجوان اور بوڑھے کو پسند ہیں (صفحہ نمبر 2)

اس کتاب کے ترجمے بھی ہو چکے ہیں۔ اس ضمن میں علامہ طالوت لکھتے ہیں ''ایک چھوٹا سا رسالہ فارسی زبان میں اپنے عقائد اور اعمال صالحہ اور شریعت وحقیقت کے معاملات کے لیے لکھا تھا جسکا نام فوائد فریدیہ ہے وہ بھی شائع ہو چکا ہے مصنف ''ہفت اقطاب'' نے اسکا اردو ترجمہ تو کیا تھا مگر معلوم نہیں کہ وہ شائع ہوا یا نہیں۔ (خواجہ غلام فرید صفحہ نمبر 36)

اردو میں مولانا غلام جہانیاں معینی شاہ جمالی نے کیا جسے مکتبہ معین الادب ڈیرہ غازی خان نے 138 ہجری میں شائع کیا (یہ میرے پاس یعنی سجاد حیدر پرویز کے پاس) موجود ہے اس کے چھبیس صفحے ہیں۔ اب اسکا ترجمہ سرائیکی زبان میں ''فتوحات فریدیہ'' کے نام سے میر حسان الحیدری چانڈیو نے کیا ہے جسے مترجم نے 57 صفحے کے مقدمے کے ساتھ سرائیکی ادبی مجلس بہاولپور سے 182 صفحے کی کتابی شکل میں 1998 میں شائع کر دیا ہے۔

اتنا لمبا تے درگھا ٹوٹا لکھت دا اساں پندرہاں روزہ ''پلیڈر'' کنوں ایں سانگے نقل کیتے جو پتہ لگ سگے جو کتاب فوائد فریدیہ وچ کتھاہیں ودھادے تاں نی کیتے گے؟ اتھوں پتہ لگدے جو ''خواجہ صاحب اے کتابڑی (چھوٹا جیہاں رسالہ) لکھ تے رکھ چھوڑی ہئی تے 28 یا 29 سال بعد 1312 ہجری 1895 عیسوی وچ اینکوں میاں خدا بخش تے میاں غوث بخش مجتبائی پریس لاہور کنوں شائع کیتا اوں ویلھے ایندے صفحے ہن 64۔ جنہیں وچوں ترے صفحے دا ودھارا ہا مولوی برخوردار دی طرفوں ہک نظم دا تے ہک صفحہ اجازت نامے دا۔ یعنی اصل کتاب وچ چار پنج صفحہ ودھارا تھی گیا۔ ایندے بعد سجاد حیدر پرویز صاحب لکھدن جو جیرھا ایڈیشن مولانا غلام جہانیاں معینی شاہجمالی شائع کیتا ہا اوندے صفحے ہن 26 (ممکن ہے چھبیس دا لفظ کتابت دی غلطی ہووے تے اصل تعداد دی چھپن (56) یا چھیانوے (96) ہووے کیوں جو جیرھا نسخہ اساں کنے ایندے صفحات چھیانوے (96) ہن 1312 ہجری وچ چھپن والی کتاب دے صفحے ہن 64 تے 1383 ہجری وچ تھی گے 26 یا 56 یا 96 آ

ہن ڈیکھوں جو 1998 عیسوی وچ ایں کتاب نال کیا بنی؟ میر حسان الحیدری اردو مقدمہ لکھیا 57 صفحے والے کتاب دے صفحے تھی گے 182 اصل کتاب (مقدمہ کڈھ تے) سرائیکی

(بقیہ صفحہ 26 پر)

ہفت زبان شاعر، میڈا پیرو مرشد خواجہ فریدؒ

(جمشید احمد کمترا احمدانی)

پاراُروار کوریجے دا ہے☆علُغ چڈھا ر کوریجے دا ہے۔
کمتر نال ادب دے بولیں ☆اے دربار کوریجے دا ہے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب اھون
سرمہ چشم شُد بخاری دا☆خاکپائے غلام خواجہ فرید
اِیں طرح اردو دا اے شعر

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اے شعر خانوادہ فاروقی دے چشم چراغ فرزند اقبال بلند لجپال کوریجہ بادشاہ ہفت زبانؒ سرائیکی دے قادرالکلام شاعر پیر و بزرگ حضرت خواجہ غلام فریدؒ دی ذات دے بھر پور ترجمان ہن۔ بلکہ آپ ایں پندھ دے وڈے پاندھی ہن جویں جو شعر وچ ذکر ملدے

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم۔ تا غلام شمس تبریزی نہ شُد

کتاب سوانح حیات حضرت خواجہ غلام فریدؒ صفحہ ۱۱ تے لکھیل ہے حضرت خواجہ غلام فریدؒ صاحب دا تعلق خانوادہ فاروقی نال ہے۔ آپ ناصر بن عبداللہ دی اولاد دے وچوں ہن اسلامی فوج نال سندھ وچ داخل تھیئے۔ ول اے خاندان سندھ چھوڑتے منگوٹ ضلع ملتان وچ آباد تھیا۔ ولا نقل مکانی کرتے منگوٹ توں ضلع مظفر گڑھ یارے والی اے خاندان آباد تھی گیا۔ یارے والی دا رئیس مٹھن خان جو مخدوم محمد شریف صاحب دا مرید ہا۔ مٹھن خان دے ناں شہر کوٹ مٹھن آباد تھیا۔

کتاب گل بہار صفحہ ۱۴ دے مطابق پرانا کوٹ مٹھن ۱۸۶۴ء اوچ دریا برد تھیا۔ موجودہ شہر کوٹ مٹھن توں پنج میل پوادھ ڈو دریا والے پاسے قائم ہا۔ نواں شہر کوٹ مٹھن ۱۸۶۷ء وچ آباد تھیا۔ کتاب فقر فرید صفحہ ۱۴ دے مطابق خواجہ عاقل محمد صاحب ہک معزز فاروقی خاندان دے چشم و چراغ ہن۔ انیاں دے بزرگ حضرت محبوب اللہ مخدوم نور محمد صاحب دا ارادت خان وزیر شاہجہاں مرید ہا۔ آخری تاجدار بہار شاہ ظفر قاضی محمد عاقل صاحب نال وڈی عقیدت رکھدا ہا۔ انیاں دا اے شعر محبت دا آظہار ہے۔

دل فدا کرتے ہیں نام فخر دیں اے ظفر
ہم ہیں عاقل ربط عاقل سے دلی رکھتے ہیں

ہم لفظ کوریجہ دی وجہ تسمیہ بارے کتاب فقر فرید صفحہ ۱۸ تے تحریر ہے شاہی فرامین تے دیگر اوراق سیر وچ قاضی عاقل محمد صاحب دے بزرگان دا لقب کوریجہ ملدے۔ جویں جو خواجہ صاحب دے ہک بزرگ مسجد تشریف گھن ائے۔ آپ پچھا؟ کہیں بانگ ڈتی ہے؟ لوکاں نفی وچ جواب ڈتا۔ آپ نے ہک مٹی دا تھاں جو نال لاتھا ہا اونکوں آکھیا بانگ ڈے۔ اے کوزہ توں بانگ ڈے تڈا ہوں کنوں انھاں کوں کوریجہ آکھن پئے گئے۔ سندھی وچ کوزہ کوں کورا اکھیدن۔ پہلے لفظ کورا جو تے اول ہولے ہولے کوریجہ مشہور تھیا۔

ڈوجھی وجہ تسمیہ کتاب دے حوالے نال صفحہ ۱۴. ۱۵ تے تحریر ہے۔

بزرگ ہن اِتھوں کوریچہ مشہور تھیے۔ ترجھی زبانی روایت مطابق آپ دے خاندان وچوں ہک بزرگ کشتی بیڑی تے سوار نہ تھی سکیئے دریا پار کرنا ہا بالا آخر آپ دریادا پانی کوزے وچ پا گھدا اتے تہام دریا خشک تھی گیا اتے آپ کرے دریا پار گئے۔ اِتھوں لفظ کر وجود وچ آیا جو ول کوریچہ مشہور تھیا۔ اِیں بزرگ و مقدس فاروقی خاندان دا شجرہ تاں حضرت سید عمر فاروق تک ملدے۔ مختلف کتابیں دے حوالے نال شجرہ ایں ملاے جو صرف خواجہ فریدؒ دے خاندان تک ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بن خواجہ معین الدینؒ بن خواجہ حضرت محمد بخش نازک کریم بن حضرت خواجہ غلام فریدؒ صاحب برادر حضرت فخر جہاں صاحب بن حضرت خواجہ خدا بخش محبوب الٰہی صاحب برادر حضرت خواجہ تاج محمود صاحب بن حضرت خواجہ احمد علی صاحب بن قاضی عاقل محمد صاحب بن مخدوم محمد شریف صاحب تا سید نا حضرت عمر فاروقؓ اِیں طرح خاندان فاروقی دا اے چشم و چراغ حضرت خواجہ غلام فریدؒ صاحب ۲۶ ذلقعد ۱۲۶۱ھ چاچڑاں شریف وچ پیدا تھیے۔ آپ دا تاریخی ناں خورشید عالم رکھیا گیا۔ ساڈھے ترے سال دی عمر وچ رسم بسم اللہ تھی۔ نوں سال دی عمر وچ آپ دے والد فوت تھی گئے۔ آپ ۱۲۸۱ھ وچ اپنْے وڈے بھرا فخر جہاں دے مرید تھئے۔ فخر جہاں آپ دے پیر و مرشد ہَن آپ رموزِ معرفت توحید، حبِ رسول دے سچے پیکر ہَن اوں وقت دے حاکم رئیس نواب آپ دے مرید ہَن۔ آپ دے سرائیکی دیوان وچ ۲۷۲ کافیاں ہَن۔ اِنھاں وچ خدا خوفی حبِ رسول دنیاوی بے ثباتی اتے خلقِ خدا دی خدمت دا سبق موجود ہے۔ حضرت خواجہ فریدؒ صاحب بہت بڑے پیر و مرشد وڈے شاعر ہوون دے علاوہ اسلامی جمہوریہ پاکستان دی آزادی دے وڈے علمبردار ہَن

کیوں جو آپ کافی نمبر ۴۰ اوچ اھدن

اپنْے ملک کوں آپ وساتوں ☆ پٹ انگریزی تھانْے

سید عنصر بخاری دا اے شعری قطع آپ دی شان دا خوب ترجمان ہے

نہ سلطان دا را سکندر دا گھر ہے ☆ نہ تول موٹے مچھندر دا گھر ہے۔

ادب نال عنصر اتھاں تھوڑ چولیں ☆ اے مٹھن دا کوٹ اے قلندر دا گھر ہے

المختصر شہنشاہ معرفت بادشاہ کوریچہ لجپال ہفت زبان تے سرائیکی دا قادر الکلام شاعر عاشقِ رسول پر وانہ توحید پیر و مرشد وقت دا سخی جلوے جلال نال زندہ رہیا اتے اپنْے سچے کلام نال درہ روہی تھل دمان وطن پاکستان کوں منور کیتی ریہا۔ آپ دا کچھ کلام فرمیندن۔

مساگ ملیندی دا گزر گیا ڈینہ سارا ☆ سنگار کریندی دا گزر گیا ڈینہ سارا

جیون دے ڈینہ ڈھائی وے یار ☆ ست گھت فخر وڈائی وے یار

چوریوں جاریوں استغفار ☆ بخشم شالا رب غفار

خلقت کوں جیندی گول ہے ☆ ہر دم فرید دے کول ہے

سوگند پیر فخر دیں ☆ ہذا جنون العاشقین

جے یار فرید قبول کرے ☆ سرکار وی توں سلطان وی توں

نتاں کہتر کمترا حقر ادنی ☆ لا شے لا امکان وی توں

بالا آخر خود خواجہ فریدؒ دے مطابق

گزر یا ویلھا کھلن ہسنْن دا ☆ آیا وقت فرید چلن دا

اوکھا پینڈا یار ملن دا ☆ جان لباں تے آندی ہے

ایں طرح پیر و مرشد قادر الکلام شاعر عالم دین لجپال کوریچہ حضرت خواجہ غلام فریدؒ ست ۷ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ بمطابق 24 جولائی 1901ء اکوں ایں دنیا فانی توں جھوک لڈا گئے۔

ھِک نایاب تحفہ

خواجہ امام بخش کوریجہ جیرھے خواجہ دے ہم زمان تے قریبی رشتہ دار ھن بعض روایات دے مطابق خواجہ صاحب آپنْی بالڑی دی شادی اُنہاں نال کیتی ہئی خواجہ امام بخش کوریجہ تخلص کریندے ھن اُوں دور دے قادر الکلام شعراء وچ اُنہاں داشمار تھیندا ہا۔ اُنہاں دا کلام بہوں گھٹ لوکاں کنے ہوسے۔ اساں کنے اُنہاں دیاں چند کافیاں محفوظ ھن اُنہاں وچوں ہک پیش کرن دی عزت حاصل کریندے پیوں۔

کافی

حضرت خواجہ امام بخش کوریجہ

بس وے دلبر بس وے — رحم نہ کیتو خس وے
عہد وفا دا کر کے پھر گیوں — کیئں سکھلایو ڈس وے
تیئں تُوں میں کئی سُود نہ پائیم — جو لایو سب کس دے
ڈکھڑی کوں آتا نہ دلبر — نہ کر ٹوک نہ ھس وے
ہئی اُمید وفا دی دلکوں — پر نہ ڈھڑس چس وے
لگڑی ہو ہو شہر خواری — ٹوک رکرم ہر کس وے
ویر الاوے اُمڑی تا وے — مہٹنیں ڈیوم سس دے
ہک تل ترس نہ کیتو میں تے — ہئی دلبر شابس وے
ڈکھڑی کوں نہ موت آمارے — نہ کھا وے رراخس وے
توں بن گھر ور مول نہ بھاوِم — اج کل ویسوں نس وے
ول نہ آسوں وطن تساڈے — خوش پیا جاہیں وس وے
ساکوں ڈے کر داغ ہجر دا — چا کیتو بے کس وے
ہک تروڑے پیا وَل وَل لاوے — کُوڑی یار ہوس وے
پَل پَل ہتھ مَل مَل کر رونواں — پھر دی وانگ مگس وے
رہ آزاد کوریجہ ہر دم — دِل نہ ڈے بے وس وے

مانڑک موتی

سحر انگیز کلام

سئیں سردار عاشق بزدار، صدر پیپلز کلچرل ونگ جنوبی پنجاب

ڈُل ویندِن نَر کے عُمرا دے جڈاں پیار دا اَوڑنج وپار تھیندے
نئیں رہندی شان شتریکیں وِچ کھل تہٹ ہے سر چوڈھار تھیندے
آ ڈھلدِن تحفے تُہمت دے بیا در در تے بنڑوار تھیندے
کئی مانڑک مُل بے مُل تھیندِن جیویں اَج عاشق بُزدار تھیندے

تیڈے پہلے پہر دے پیار دے وِچ اساں کُھلناں ہا بس کُھل گئے ہیں
پیچھے پیت پیار دے سودے وِچ گھٹ تُلناں ہا بس تُل گئے ہیں
تیڈی منشا ہن بدنام ہتی جگ تے ہُلناں ہا بس ہُل گئے ہیں
سادا عاشق کوئی ارمان نہ کر اساں ڈُلناں ہا بس ڈُل گئے ہیں

جھل جھنڈکاں سارے وسیبے دیاں سکھ بیونجھ دے سددھرائے ہے
تیڈی اکھ دی شوشہ تے دھرتا کر تیڈے عاشق تھی ٹرنیہے ہے
تیڈی نگری وچ سلطان سخی تیڈا پیار ریہن لو آئے ہے
بہوں ہیرین قبر دی جاہ بخشی تیڈے تل وطنی ہمسائے ہے

چپ چور تھی عاشق یار گیوں جے ونجنڑاں ہے میکوں آکھیں ہا
میں وسبے دی کہیں بجا بی توں ڈیہندی وار کڈھا میکوں آکھیں ہا
رکھ چھوڑاں ہے تیڈے راہ توں دیدار گھول ڈتا میکوں آکھیں ہا
تیکوں ٹوراں ہا تیڈے ہیرین ساہ دی جھانجھر پا میکوں آکھیں ہا

توں نکھڑیں تیڈی گول دے وچ تھی بے بہروا اساں رُل گئے ہیں
تیڈی روہی تھل دماں دے وچ کہیں جوگ بھلا اساں رُل گئے ہیں
ہتھ کنگنڑ قلابے جھل کنٹھے کچھ مرلی پا اساں رُل گئے ہیں
ہیویں عاشق من دی مارھی جے وچ نیند منیندھ مٹھا اساں رُل گئے ہیں

حضرت خواجہ فریدؒ دے ناں

(سو سالہ جشن فریدؒ دے موقعے تے)

خواجہ راجہ روہی دا آ حال سُناواں دِل دا
مارن طعنے لوک بیگانے محرم راز نی مِلدا
ساڈے ڈھنولے کھیر وِکاگے مُوندھیاں تھی گیاں مٹیاں
ہِک ہِک نیر وہاوِن تیڈیاں نازک نازو جٹیاں
نہ کجلے نہ بولے بینسر نہ سَت لڑ کٹمالے
ٹُرن نمانیاں پیروں رانیاں تلیاں سَو سَو چھالے
تیڈے چھیڑو چھانگاں سُودھے رو رو ہاکاں مارن
بر سِجھ نال مُکاناں جھلیّن روندیں رات گُذارِن
چوے اَنگ نہ ماندے ہَن اَج کُوکاں کر کُرلاوِن
لاوارث بے حال روہیلے کیکوں حال سُناوِن
تیڈی روہی راݨی تے پے وَل وَل نہَر پووِن
سُک گے ٹوبھے مُک گے ڈوبھے وَگ ڈاچیاں دے رووِن
لیلے گابے بکریاں گائیں چنڑکیاں گھَنڈ تنّواراں
سارے رَل تے وَیݨ وَلاوِن سانوّل موڑ مہاراں
ساڈے سِر دے سائیں وارث وَنج لاہور وِکانے
کوئی نی اپݨا کیکوں آکھوں "ہَٹ انگریزی تھانے"
خان تیڈے وِی گھَٹ نی کیتی گھاٹے تول نی سگدے
اساں اپݨے گھر وِچ اپݨی بولی بول نی سگدے
رے سینکی روہی دیاں وَنڈیاں کرتے گجّھاں کھا گِن
تیڈے راوَل نوکر بَݨ تے غیر دے چَک وِچ آ گِن
بکھ توں پکھّی اُڈ گِن سارے کاں پے چُوریاں کھاندِن
لاشاں سانوّل بھُورل دیاں پیاں نِت پردیسوں آندِن
خواجہ تیڈی مَنّت ڈیساں بس ہِک تھورا لاچھا
ہِکا آس ہے دِل دی پیرا ہِکا آس پُچھا چھا
شالا ہِندروں جاگِن روہی تھل دامان دے وارث
اپݨی دھرتی آپ وَسادِن اُوچ مُلتان دے وارث

خورشید بخاری

خواجہ فریدؒ دے حضور

روہی تسی نال بچاَ دہ اے پانی پٹھ کوئی پیر فرید
نہ کوئی گھاہن مال دے سانگے سُک گے اصلوں کھیر فرید
روہی تیڈی برویران اِے دھرتی مال زہیر فرید
ساڈے سینے چھدے پیئے ہن ظلم جبر دے تیر فرید
میڈے وس وسیب دی اج تیئں بدلی نئیں تقدیر فرید
نشتر گھاٹ دی پُل دے سانگے رُل گیوں انت اخیر فرید
ساڈی جان دیاں ریڑاں نکھتیاں اساں لیر کتیر فرید
دھاڑیں کو گُاں ہکلا ں ماروں اساں لوک فقیر خرید
پیسے کا ن وکا ندے پئے ہن ساڈے ظرف ضمیر فرید
ساڈے بچڑے سولھاں پڑھ تے وتچن لون پنیر فرید
ڈگریاں تے ڈپلومے ہتھ اچ ڈیواں کیوں نہ چیر فرید
روزی بندا ے ساڈے سانگے کجھ تاں ڈس تقصیر فرید
دہرتی میڈی روندی پئی ہے بک بک ھنجھوں نیر فرید
کمتر نپ در سال کو ں بیٹھی وقتی کر تدبیر فرید

جمشید احمد کمتر احمدانی

(قطعہ)

جمشید احمد کمتر احمدانی

عشق دے مُلخ دا میر نئیں ڈٹھا
عاشق اینجھا ہیر نئیں ڈٹھا
سب شے ڈٹھی پر میں کمتر
پیر فرید جہیاں پیر نئیں ڈٹھا

کچہری

محترم جناب علامہ اجمل مزاری صاحب

ایڈیٹر ماہنامہ ''مرجات''

سلام مسنون!

اما بعد خیریت ٹیلیفون پر جناب مجاہد جتوئی صاحب نے بتایا ہے کہ آپ کا ماہنامہ ''مرجات'' سلطان العاشقین حضرت خواجہ غلام فریدؒ پر ایک خصوصی ایڈیشن شائع کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں چند مضامین آپکے ماہنامہ کی اشاعت کے لیے روانہ کر رہا ہوں۔ ساتھ ہی حضرت خواجہؒ کی کمپیوٹر تصویر بھی بھجوا رہا ہوں۔

واپسی رسید سے آگاہ فرمائیں۔

نوٹ!

عرس کی تقریبات سے اگر ایک دو روز پہلے ہمیں خصوصی ایڈیشن کی دو سو کاپیاں بھجوا سکیں تو بے حد شفقت ہوگی۔

والسلام

خیر اندیش

خواجہ معین الدین محبوب

سجادہ نشین دربار فرید کوٹ مٹھن شریف

....

محترم سائیں علامہ محمد اجمل مزاری صاحب

خوش وسوپے (آمین)

(ایڈیٹر مرجات رحیم یار خان)

بعد دعا سلام عرض ہے۔ سب خیریت خیر نال۔ عرض جو رسالہ مرجات وصول تھیا۔ نال خواجہ فریدؒ نمبر والا خط وی مل گیا۔ مرجات وچ میڈا خط، ڈوہڑہ، قطعات شائع کرن دا شکریہ تساڈے فرمان دے مطابق خواجہ فریدؒ نمبر سانگے خواجہ صاحب بارے تحقیقی مضمون ہک نظم ہک قطع روانہ ہن۔ جے یار فریدؒ قبول کرے...... اللہ کریسی محنت پسند آ ویسی۔ اپنڑے دعائیں وچ یاد رکھو ساری سنگت کوں سلام۔ سئیں دھریجہ صاحب کوں سلام، میں وسا کوئی کم۔

والسلام

فقیر جمشید احمد کمتر احمدانی

(رسول پور)

....

گرامی قدر برادرم مقبول احمد دھریجہ صاحب

السلام علیکم! دے بعد ترے ڈینہ پہلے میکوں ماہنامہ مرجات وصول تھیئے پورے رسالے کوں پڑھ تے بڑی خوشی تھیئی ہے کہ ماشاء اللہ ساڈی سرائیکی دے رسالے وی اگر ایویں چھپدے رہے تاں او ڈینہ پرے کینی کہ سرائیکی زبان ترقی دے منازل طے کرونجے۔

میں مکمل مرجات کوں پڑھے بہوں اچھے تے سبق اموز مضمون پڑھن کوں ملن۔

مارچ دے شمارے وچ سیاست اور معاشرت دے حوالے نال (آپ کس مرض کی دوا ہیں) وغیرہ جھیں دل ہلا ڈیون آلے مضمون مثلاً، فرمودات فریدی، معارف رومی وغیرہ معرفت دے نال تعلق رکھن آلے بہترین ٹاپک ھن۔ باقی سرائیکی حصے دی

سئیں علامہ اجمل مہزاری صاحب۔

سلام مسنون۔ جیہڑیں جو میں عرض کیتا ہا جو گرمی دے موسم
وچ میڈی طبیعت خراب راہ ویندی ہے۔ ایں واسطے کئی کم
نہ جیں ڈینہدے نہ کر سگداں۔ ہر موڑ وی نہ بیٹھے تاں ملک
کجھ نی لکھدا۔ ول وسیب دے بٹے ڈکھ گھلو وی ہوندن تے آنجے
ڈکھ تاں ساری حیاتی کنوں رہندے آندوں۔
تساں خط دسمبر دے ڈیجے تے بیٹھے۔ 2 تاریخ دا لکھیا خط مکوں
11 تاریخ کوں ملیے تے اوں وی ملک آتھابیں گیاں تے ول۔ نہ تاں
نہ ملدا۔ اصل وچ مئی دسمبر دس تے کوئی کڈاہیں ویندا اں
بندا ہاں بندا رہاں ڈینہ وی گذر ویندن تاں بھی وچ سگدا ایں کیوں جو
کجھ گرمی تے کجھ بٹے کم نے وی ہوندن۔
بہر حال مضمون اجمال وچ لکھیم۔ میڈا تاں ارادہ نئی ہئی لیکن
تساں جو "ڈنڈا" چاڑھیے تاں لکھ تے خدمت وچ بھیج ڈتے ہن
امید ہے پسند آوسے۔ کوئی گھاٹا واڈا زیادتی تھئی ہے
بھلی نہ تھئی ہے پر انڈوں سئیں دا "ڈنڈا" ہا ے
امید ہے خیر نال ہوسو۔ سئیں مقبول ہا کوں سلام

تہاڈا [illegible]
(حضرت قیس فریدی)

محترمی
سئیں اجمل مہاروی

السلام علیکم — جیوے سرائیکی

مرحبات دی ڈوجھی کاپی ملی ہے پہلی کاپی نہ پڑھ سگیم ادریں ہک سنگتی
چا گیا تے ول نہ ڈتُس شاید اوں وی پڑھ ویسے — سئیں تُساں
مرحبات رسالہ کڈھ تے ہک وڈی لوڑھ پوری کیتی ہے رسالے ہے
وی گھٹ نکلدے پن جتھاں مرحبات، تواڈی سرپرستی وِچ علمی
اتے ادبی ساکھ کوں ودھیسے — جیویں ایں شمارے وِچ بخت فقیر
دی تصویر اتے اُنہاں دے ڈوہڑے لکھیں وے اُنہاں دی شاعری دا نمونہ
سامنڑے آئے ایں توں پہلے تیں مرحوم بخت فقیر دا صرف ناں سُنڑیا ہا —
کلام پڑھنڑ دا موقع مرحبات ڈتے — بیدل فقیر سندھی تے سئیں سید
رئیس شاہ جیلانی دی تحریر پڑھ تے مزہ آئے — شاہ صاحب دیاں لکھتیں
دا آہنیاں نویکلا اتے شگفتہ انگ اتے ول اُنہاں دی لکھی ساگی
چھپیاں ڈیکھ تے دل ڈاڈھا خوش تھئے اکھیں ٹھریں —
مولانا نذیر احمد نقشبندی دا مضمون وی خوب ہے — حضرت اللہ بخش
سرگزشت مبارک، دا جواب نئیں تھوڑا جیہاں پڑھ چلے کیتنی سو ہٹی
اردو ہے بالکل آزردے مثلی ہے — معارف رومی، فرمودات فریدی
پیر بلکھت لاجواب اتے مرغوبی — امام زین العابدین دی شان وِچ
فرزدق دا لکھیا ہویا قصیدہ پڑھنڑ دی کشش نہیں جیرھی مرحبات پوری کیتی ہے
اساں تواڈے ملکیت دے پڑھاکو تواڈے باہمت اتے سنگتی ہووں
مرحبات دی ترقی اتے ایندی زندگی سانگے ونش کریسوں —

تواڈا
عاشق بزدار

کیا بات ہے۔

میڈی دعا ہے اللہ تعالیٰ مرجات دی پوری (باڈی) تنظیم کوں تا دیر سلامت رکھے تاکہ قلمی جہاد جاری راہوے۔

باقی اگر اپنڑے مرجات وچ آساکوں حصہ ڈیوتاں آساں وی بہترین، مضمون، کلام اور ظلم دے خلاف افسانے لکھ بھجوں۔ امید ہے ساڈی لکھت وی مرجات دا حصہ بنسی اور آگے وی امید ہے کہ مرجات آئندہ وی بھجیندے راہسو!

والسلام

حکیم راقش بھٹی

ابن سینا طبیہ کلینک P/O درابن خورد ڈیرہ اسماعیل خان

گرامی قدر!

آپ کا خط اور مرجات کے دو شمارے وصول ہو گئے بہت بہت شکریہ۔ خوب استفادہ کروں گا۔ آپ کی کاوش قابل قدر ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی خواہش کے مطابق خواجہ فریدؒ پر کوئی تحریر جلد از جلد پیش کر سکوں آپ کا رسالہ ہر لحاظ سے معیاری اور خوبصورت ہے۔ آپ کی محنت یقیناً کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔ تمام احباب، خاص طور پر خورشید بخاری صاحب کو خصوصی سلام

ارشد ملتانی

....

[illegible]

علامہ صاحب

تُساں جیڑھا کھلا پٹ بھیندا اے وڈا ویل اے۔ آپاں سُبھناں خواجہؒ کوں ہڑہ سنگھ وں ڈس ناں سنگھیں ہیں جیہے جو اساں نال کیا ہئی؛ میکوں کجھ بول وَن گِن اُدہے بلکہ پیا بھٹیندا ہاں، لوکیں کوں ایہو ڈس دی ڈیلوں جو خواجہؒ کوں ہڑھدے وی رہن؛ دیوان فریدؒ قرآن شریف وانگوں ہر گھر وچ ہووے نال نال بکیاد ے ہیرا تیکی ان؛ دساؤں آپاں مولوی لطف علیؒ کوں وی ناں؛ خرم وی بندا ہاں تے لیٹڑے نوروز کوں ستو ودے دھکے دھوڑے۔ ڈیلوں جیویں گگھ گھنویندا ہا اج وی گھنویندا اٰٹہ ے۔

ہک ہِیا گالھ دی گلگشو "مرجات" کوں ودیر یش کنیں پُچھا پُچھاتے بے مانا ناں کرو؛ دیچھنڑیں تاں کتابیں ویچنڑ آلیں کنیں بجنشو خاں تاں ونڈی آؤ، اُنھیں وِچ جیڑھے پڑھدے ہِن نویں۔ تُساں اُدھا پڑائی دھر کوں پکڑای اٰنڈو، بس گھروں گھاٹا پُٹو؛ بیا خیر

نیاز وند

[signature]

حضرت مولانا عبدالغفور رحمتہ اللہ علیہ کی سانحہ رحلت

۷ شہر صادق آباد کی ہردلعزیز اور عظیم شخصیت حضرت مولانا عبدالغفورؒ صاحب قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم علم وعمل کے پیکر اور صوفی باصفا تھے۔ اور علمائے دیوبند کے باقیات الصالحات اور اکابرین ملت کی آخری نشانی تھے۔!

مذہبی اور دینی رہنما کی حیثیت سے آپ کا مقام بہت بلند تھا اور اپنے دور کے علماء اور صوفیاء کے سرخیل تھے۔

حضرت مولانا مرحوم نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط اس علاقے کے عوام کی دینی، علمی خدمت اور روحانی رہبری فرماتے رہے۔ آپ دینی، علمی اور روحانی خدمت کے علاوہ غریب عوام کے سماجی مسائل بھی حل فرماتے تھے۔

حتی کہ آپ دعا اور دوا سے اپنے معتقدین کا جسمانی علاج بھی کرتے تھے حقیقت میں آپ چشمہ فیض تھے اور نصف صدی تک اپنے، پرائے، دوست، دشمن اور ہر مکتب فکر لوگ اس چشمہ فیض سے سیراب ہوتے رہے۔

بلاشبہ آپ کی موت سے ہزاروں لوگ اپنے ایک بڑے محسن کے احسانات سے محروم ہو گئے ہیں۔ بہرحالی حضرت مولانا کی موت سے علم وروحانیت کا ایک روشن چراغ بجھ گیا ہے۔

لیکن دینی ادارہ تحفیظ القرآن کی صورت میں مولانا مرحوم کا جلایا ہوا چراغ قیامت تک روشن رہے گا۔

ادارہ
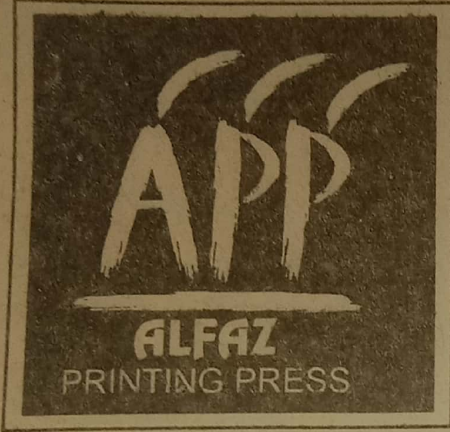
الفاظ پرنٹنگ پریس

37۔ شاہی روڈ رحیم یار خان

☎ Off:0731-77337
Res:0731-75337,655106

Maqbool Ahmad Dharija
PROPRIETOR

We Provide Services

- Graphic Designing
- Color Processing
- Color Quality Printing
- Urdu,English,Aribic, Sriky Composing & Printing

37 Shahi Road, Rahim Yar Khan
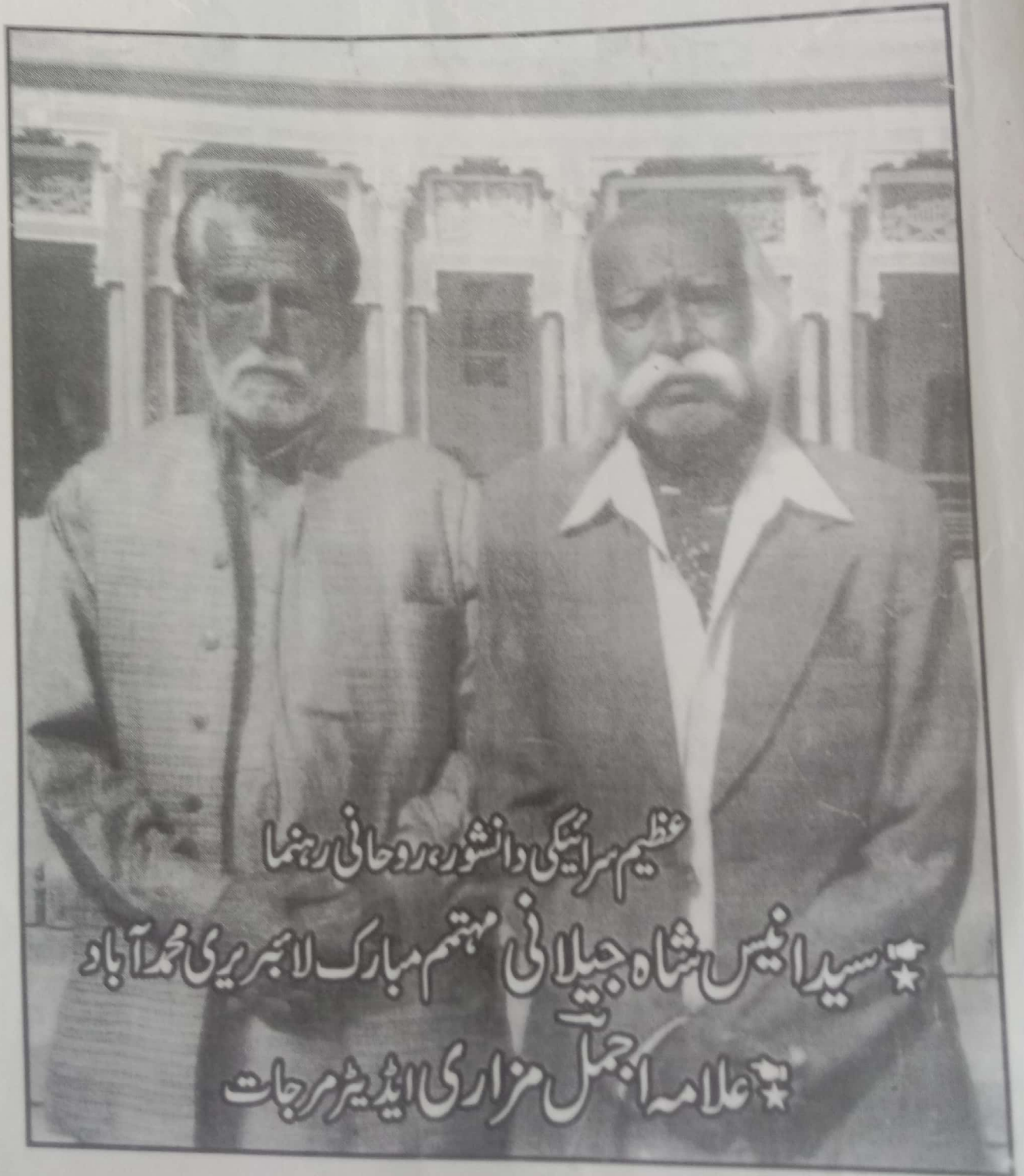
عظیم سرائیکی دانشور، روحانی رہنما

★ سید انیس شاہ جیلانی مہتمم مبارک لائبریری محمد آباد

★ علامہ اجمل مزاری ایڈیٹر مرجات

خراج عقیدت

حضرتِ خواجہ معین الدین محبوبِ کریم
صاحبِ کشف و کرامت صاحبِ عقلِ سلیم
حضرتِ خواجہ فریدالدین سئیں دے جانشین
ہن کوریجہ خانداں دی ہر امانت دے امین
انہدی نظرِ مہر توں ہے آئی اے ساعت سعید
انہدے استقلال توں اج برپا ہے جشنِ فرید
ایں مجاہد مرد دا ہے خاص اظہارِ کمال
ہک صدی دے بعد کیتیس کوٹ دی رونق بحال
ملدے نی الفاظ اجملؔ تعریف و تحسین کوں
ہے سلام عالی قدر خواجہ معین الدین کوں

(علامہ اجمل مزاری)